﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ — جمعہ — ۱۴ اپریل ۱۹۹۵ء — شمارہ ۱۵

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھادے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے

خدا تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو "لیظہرہ علی الدین کلہ" (الصف: ۱۰) کی صورت میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا۔ وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔ اس لئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔ اول تکمیل ہدایت۔ دوم تکمیل اشاعت ہدایت۔ اب تم غور کر کے دیکھو۔ تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "لیظہرہ علی الدین کلہ" (الصف: ۱۰) اس شان میں فرمایا گیا ہے۔ تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہار دین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کل دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے۔ ریلوں کے ذریعہ سفر آسان کر دئے گئے ہیں۔ غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیش گوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ "لیظہرہ علی الدین کلہ" کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" (المائدہ: ۴) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں "وآخرین منہم لما یلحقوا بھم" (الجمعۃ: ۴) کی پیش گوئی پوری ہوتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھادے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے۔ اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا، کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا۔

(ملفوظات جلد دوم [طبع جدید] ص۔ ۱۳۴، ۱۳۵)

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اُس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

مختصرات

خلافت کی ایک عظیم برکت یہ ہے کہ مومنوں کے لئے ازدیاد علم و عرفان کا ذریعہ ہے۔ اس برکت کا ظہور جماعت احمدیہ کے لئے ہر روز ہوتا ہے جبکہ امام جماعت احمدیہ، سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ہردل عزیز پروگرام "ملاقات" میں تشریف لاتے ہیں اور مختلف دینی، علمی اور دیگر موضوعات پر اظہار خیال فرماتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان ارشادات کی تفصیل تو اس کالم میں جس کا نام ہی مختصرات ہے۔ بیان نہیں کی جا سکتی البتہ ان اشارات سے یہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ اپنی ضرورت اور پسند کی ٹیپ کا فوری انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ سب ارشادات ہی علم و معرفت سے پر ہوتے ہیں اور کوشش کرنی چاہئے کہ سب ارشادات سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

ہفتہ ۲۵ر مارچ ۱۹۹۵ء:

حسب معمول حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ کلاس ہوئی۔ آپ نے پہلے بچوں سے سترہ آیات سنیں۔ اس کے بعد بیت بازی کے متعلق بچوں کو بتایا کہ اس کا طریق کار کیا ہوتا ہے۔ اور مزید سمجھانے کے لئے بچوں اور بچیوں کے درمیان بیت بازی کا ایک مختصر سا مقابلہ کرایا۔

اتوار ۲۶ مارچ ۱۹۹۵ء:

آج مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے غیر از جماعت مہمانوں کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ مجلس کے آغاز میں حضور انور نے فرمایا کہ امام جماعت احمدیہ کے لئے Supreme Head کے الفاظ کی بجائے Head کا لفظ ہی استعمال کرنا کافی ہے۔ بعد ازاں درج ذیل سوالات کے جوابات بیان فرمائے۔

۱۔ کیا سوشل اور سیاسی نظام کے بغیر اسلامی نظام قائم کیا جا سکتا ہے؟
۲۔ ان دنوں New World Order کا نعرہ لگایا جا رہا ہے اس سے کیا مراد ہے؟
۳۔ دنیا کے موجودہ سیاسی حالات میں مسلمانوں کو کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہئے؟
۴۔ عبادت (Worship) اور دعا (Prayer) میں کیا فرق ہے؟
۵۔ عالم اسلام میں احمدیت کا کیا مقام ہے؟
۶۔ کیا احمدی مسلمان دیگر مسلمان فرقوں کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟
۷۔ "لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار" سے کیا مراد ہے؟
۸۔ دنیا میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں سے کونسا مذہب خدا کی طرف لے جانے کا صحیح راستہ ہے؟
۹۔ خدا ہر جگہ موجود ہے اور بائبل کے مطابق خدا انسان کے دل کے اندر موجود ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ انسان کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟
۱۰۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی الوہیت کے بارہ میں بائبل کے بعض بیانات اور ان پر تبصرہ؟
۱۱۔ بدھ ازم ایک مذہب نہیں بلکہ ایک فلاسفی ہے۔ بیان پر تبصرہ؟
۱۲۔ کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں بنیادی فرق مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں ہے؟
۱۳۔ کیا احمدیوں کو صرف احمدیوں ہی سے شادی کرنی چاہئے؟
۱۴۔ کیا کوئی احمدی لڑکا عیسائی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟
۱۵۔ اسلام نے مذہب کے تصور کے کس خاص پہلو کو اختیار کیا ہے؟
۱۶۔ عیسائیت کے فلسفہ نجات کے بارہ میں ایک سوال اور اس پر حضور انور کا تبصرہ۔

سوموار، منگل۔ ۲۷ر، ۲۸ر مارچ ۱۹۹۵ء:

حسب پروگرام ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۴۳ اور ۴۷ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لیں۔

بدھ، جمعرات۔ ۲۹ر اور ۳۰/ مارچ ۱۹۹۵ء:

پروگرام کے مطابق ان دو دنوں میں ترجمۃ القرآن کی کلاسز نمبر ۴۶ اور ۴۷ حضور انور ایدہ اللہ نے لیں۔ جن میں علی الترتیب سورہ آل عمران کی آیات ۱۵۴ تا ۱۶۲ اور ۱۶۳ تا ۱۸۰ کا ترجمہ سکھایا نیز ضروری تشریح بھی بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء:

عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں درج ذیل سوالات کئے گئے۔

۱۔ اگر ایک انسان کسی دوسرے کو تکلیف دے یا اس سے کوئی غلطی ہو جائے جو دوسرے کی دل آزاری کا باعث بنے اس پر وہ اس شخص سے جس سے زیادتی کی گئی ہے بار بار معافی مانگے لیکن وہ معاف نہ کرے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف نہیں کرے گا۔
۲۔ انسان کی روح اعمال صالحہ کرنے سے ترقی کرتی ہے کیا بڑھاپے میں یا کسی اور وجہ سے جب کوئی شخص اپنے حواس قائم نہ رکھ سکے اور اسے اعمال صالحہ کی ہوش نہ رہے تو کیا اس کی روح کی ترقی بھی رک جاتی ہے؟

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ایک اور دردناک شہادت

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مختلف ابتلاؤں میں ڈالتا ہے۔ وہ انہیں کسی قدر بھوک اور خوف اور اموال و انفس اور ثمرات کے نقصان سے آزماتا ہے۔ ان امتحانوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تا وہ مومنوں کے ایمان کو خالص کرے اور ان کے صدق و وفا اور تسلیم و رضا کو دنیا پر ثابت کرے۔ ان ابتلاؤں میں مومنین کا غیر معمولی صبر اور فوق الکرامت استقامت اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا موجب بنتی ہے۔ ان پر آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے ولی اور مددگار ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کی جو علامات قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں ان میں انجیل کے حوالہ سے یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ ان کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو اپنی روئیدگی کو زمین سے نکالتی ہے پھر وہ بڑھتے اور نشوونما پاتے ہوئے مضبوط ہو کر اپنے تنے پر قائم ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں کفار کو سخت غصہ آتا ہے۔ وہ ان کی ترقیات سے جلتے ہیں اور انہیں نابود کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو جسے اس نے ایک عظیم الشان غرض سے پیدا کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ چاہتا ہے کہ ایک بڑی پاک تبدیلی دنیا میں ظاہر کرے اسے دشمنوں کے ہاتھوں سے نابود ہونے دے۔ چنانچہ مومنین کی جماعت ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے شاہراہ ترقی پر آگے ہی قدم بڑھاتی چلی جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین اسلام کی ترقی و استحکام کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے مال و جان کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے جس عالمی جہاد میں مصروف ہے اس میں اسے عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں۔ جنہیں دیکھ کر دشمن حسد سے جل رہا ہے۔ اور چونکہ وہ دلیل سے عاری ہے اس لئے وہ ہر قسم کے اوچھے ہتھکنڈے احمدیت کی مخالفت میں اختیار کر رہا ہے اور مختلف ممالک سے یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ احمدیت کی ترقی اور اس کے نفوذ کو دیکھ کر شرپسند ملاں جگہ جگہ فتنے اور دشمنی اور عداوت کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ احمدیوں پر حملے کئے جاتے ہیں اور انہیں مارا جاتا ہے۔ چنانچہ پاکستان سے یہ نہایت ہی دلدوز خبر ملی ہے کہ پشاور کے قریب شب قدر کے مقام پر "شر من تحت ادیم السماء" کے مصداق فتنہ پرور شرپسند ملاؤں اور ان کے چیلے چانٹوں نے پتھروں سے حملہ کر کے جماعت احمدیہ پشاور کے ایک مخلص احمدی مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو شدید زخمی کر دیا۔ ان کا ایک بازو فریکچر ہے اور سینے اور چہرے پر شدید ضربیں آئی ہیں۔ جبکہ ان کے داماد مکرم ریاض خان صاحب موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس واقعہ کی تفصیلات جواب تک موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق کچھ عرصہ قبل شب قدر کے مقام پر ایک نومبایع احمدی کی مخالفت شروع ہوئی اور پولیس نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا۔ جب جماعت نے رابطہ کیا تو انتظامیہ نے بتایا کہ ان کی حفاظت کی خاطر انہیں سرکاری تحویل میں رکھا گیا ہے مگر بعد میں نقص امن کی دفعہ ۱۵۱/۱۰۷ کے تحت ان کا چالان کر دیا گیا۔ ان کی ضمانت کے سلسلہ میں پشاور سے مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب، ان کے داماد مکرم ریاض خان صاحب اور بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ شب قدر گئے۔ جب تینوں وہاں عدالت میں پہنچے تو مخالفین کا بڑا ہجوم جو پہلے سے وہاں جمع تھا انہوں نے ان تینوں دوستوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مکرم ریاض خان صاحب موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔

اس سارے واقعہ میں خبیث ملاؤں اور ان کے ہمنواؤں کی درندگی بہت نمایاں ہے اس کے ساتھ ساتھ پولیس اور سرکاری انتظامیہ کی ملی بھگت اور اس ظلم میں شراکت بھی واضح ہے۔ ایک معصوم احمدی کو سراسر ناجائز طور پر پہلے شرپسندوں سے حفاظت کے نام پر اپنی تحویل میں رکھا اور پھر الٹا اسی کے خلاف نقض امن کا مقدمہ دائر کر دیا اور پھر ظلم اور بے حسی کی انتہا یہ ہے کہ عدالت کے احاطہ میں وحشی صفت ملاؤں نے حکومت کے اعلیٰ افسران کے قرب میں نہایت بہیمانہ طور پر پتھروں سے حملہ کر کے ضمانت کے لئے آنے والے تین افراد میں سے ایک کو شدید زخمی اور دوسرے کو موقعہ پر ہی شہید کر دیا اور انتظامیہ کچھ نہ کر سکی۔ جہاں تک شہید مرحوم کا تعلق ہے تو وہ تو راہ مولیٰ میں اپنی جان فدا کر کے عنداللہ جاودانی زندگی پا گئے اور ہمیں یقین ہے کہ ان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

خون شہیدان امت کا اے کم نظر، رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی پھول پھل جائے گی

جہاں تک ان مخالفین احمدیت کا تعلق ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اس قسم کی ظالمانہ حرکتوں سے وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی کو روک سکیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اس سے پہلے کب ان کی ایسی حرکتوں سے مرعوب ہو کر جماعت کی ترقی رکی ہے جو اب رکے گی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ ...... اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیش گوئیوں کو ٹال کر دکھاؤ۔ ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا"۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: مَارَأَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَشْبَہَ سَمْتًا وَّ ھَدْیًا وَّ دَلًّا، وَ فِیْ رِوَایَۃٍ، حَدِیْثًا وَ کَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَۃَ کَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَیْہِ قَامَ اِلَیْھَا فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ اِلَیْہِ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ فَقَبَّلَتْہُ وَ اَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی القیام)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے فاطمہؓ سے بڑھ کر شکل و صورت، چال ڈھال اور ایک روایت میں ہے کہ گفتگو اور کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔ وہ (فاطمہؓ) جب کبھی حضورؐ سے ملنے آتیں تو حضورؐ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر چومتے۔ اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب آپؐ ملنے کے لئے ان (فاطمہؓ) کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ آپؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی خاص بیٹھنے کی جگہ پر آپؐ کو بٹھاتیں۔

نوید منزل

انہی کی رہ میں بچھایا کرتے ہیں خار اکثر زمانے والے
جو لوگ ہیں تپتے ریگزاروں میں لالہ و گل کھلانے والے
وہ جن کو کوثر عطا ہوا ہے ہم ان کی نظروں سے پی رہے ہیں
ہماری قسمت پہ رشک کرتے ہیں پینے والے پلانے والے
ہماری تو جان بھی وہی ہیں۔ ہمارا ایمان بھی وہی ہیں
وہ اور ہوں گے در محمدؐ پہ جا کے پھر لوٹ آنے والے
قدم شہادت گہ محبت میں ہم نے رکھا ہے مسکرا کر
ہمارے سینے کھلے ہوئے ہیں کہاں ہیں تیر آزمانے والے
ہے بات کل کی وہ دور خونیں کہ لحہ لحہ تھا آزمائش
ہر ایک جانب سے پل پڑے تھے ہماری ہستی مٹانے والے
بفضل ایزد ہمارے صبر و ثبات کی تو چٹاں وہیں ہے
ہیں آج لیکن کہاں ہمیں کاسہ گدائی تھمانے والے
اتر ہی جائیں گے اک نہ اک دن یہ نفرتوں کے سیاہ بادل
گزر ہی جائیں گے خوں کے دریا سے جان پر کھیل جانے والے
ہمارے ہونٹوں کی مسکراہٹ نہ چھن سکی ہے نہ چھن سکے گی
کہ ہم ہیں بےنور محفلوں میں وفا کی شمعیں جلانے والے
دکھائی دینے لگے ہیں آثار غلبہ دین مصطفیٰؐ کے
تمام دنیا کے قصر ظلمت ہیں نور سے جگمگانے والے
ہمارے ہاتھوں میں مشعلیں ہیں وقار دین محمدی کی
ہمیں تو ہیں آج گمرہوں کو نوید منزل سنانے والے
جہان بھر میں کہاں ہیں دنیا پہ دین کی فوقیت کے قائل!؟
کہاں ہیں ثاقب جفاؤں سے مسکرا کے آنکھیں ملانے والے!!

(ثاقب زیروی)

عراق کی صورت حال پر ایک نظر

(ہدایت زمانی۔ لندن)

اقوام متحدہ نے اپنے ۱۳ مارچ کے اجلاس میں عراق پر اقتصادی پابندیوں کو جاری رکھنے کے فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ امریکہ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہوا۔ امریکہ کو یہ خوف تھا کہ بہت سے ممالک اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرنے کے بعد اب عراق پر پابندیوں کا کوئی جواز نہیں رہا۔ فرانس اور روس جیسے ممالک کا خیال تھا کہ اگر تمام پابندیاں نہ بھی اٹھائی جائیں تب بھی عراق کو یہ اجازت ہونی چاہئے کہ وہ اپنا تیل فروخت کر کے اپنے ملک کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھارے مگر امریکہ ان پابندیوں میں کسی قسم کی نرمی کرنے کو تیار نہ تھا۔ بلکہ اس نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ عراق پر پابندیاں ختم کرانے کی ہر کوشش کا راستہ روکے گا اور وجہ یہ بیان کی کہ عراق ابھی تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کی "تکنیکی تکمیل" نہیں کر رہا۔ گمان ہے کہ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کے جانے کے دو سال کے اندر وہ دوبارہ کیمیائی ہتھیار بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اس کے مقابل پر عراق کا دعویٰ ہے کہ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کے روپ میں امریکی ماہرین نے ملک کا چپہ چپہ چھان مارا تھا اور اسلحہ ساز فیکٹریوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا تھا۔ اس لئے دوبارہ اسلحہ بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے The News ۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء رائٹر کے حوالے سے لکھتا ہے کہ اقوام متحدہ کے ایک افسر Rolf Ek-eus جو عراق میں اقوام متحدہ کے سپیشل کمشن کے سربراہ ہیں نے حال ہی میں اخبارات کو ایک بیان جاری کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ امریکہ جن فیکٹریوں کو اسلحہ ساز فیکٹریاں قرار دے رہا ہے وہ دراصل صنعتی پیداوار میں مصروف ہیں جس کی اس وقت ملک کو اشد ضرورت ہے۔

رالف ایکوئس نے کہا کہ میرا فرض ہے کہ میں دنیا کو بتاؤں کہ عراق میں اس وقت صورت حال کیا ہے کیونکہ بعض حلقوں کی طرف سے تنقید کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ عراق راکٹ تیار کر رہا ہے مگر اقوام متحدہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہی اور خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عراق کے اندر کوئی ایسی کاروائی نہیں دیکھتے جو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مخالف ہو البتہ اس وقت ملک کے اندر پانی کو صاف کر کے قابل استعمال بنانے کا پلانٹ ضرور کام کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۹۱ء سے پیشتر یہ پلانٹ کیمیائی ہتھیار تیار کر رہا تھا مگر اب کلورین گیس جو پینے کے پانی کو صاف کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور زراعت کی ترقی کے لئے کیڑے مار دوائیں تیار کرنے میں مصروف ہے جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ رالف ایکوئس نے کہا کہ اسے معلوم ہے کہ امریکہ ان فیکٹریوں کو اسلحہ ساز فیکٹریاں قرار دے رہا ہے اور اخبارات میں ایسے گمراہ کن بیانات آرہے ہیں کہ عراق نے سابقہ اسلحہ ساز فیکٹریاں دوبارہ تعمیر کر لی ہیں مگر یہ نہیں بتایا جارہا کہ وہ فیکٹریاں اب اسلحہ تیار نہیں کر رہیں۔ راکٹ کی تیاری کے بارہ میں ایکوئس نے بتایا کہ عراق ۶۰ میل دور تک مار کرنے والے میزائل تیار کرنے کی کوشش میں تھا مگر اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکا البتہ ۳۰ میل دور تک مار کرنے والے میزائل تیار کئے جارہے ہیں جو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے منافی نہیں کیونکہ یہ قراردادیں صرف ۹۳ میل دور تک مار کرنے والے میزائلوں کی تیاری پر پابندی لگاتی ہے۔

ایشین ٹائمز لندن کے نمائندے Hugh Stevens کی رپورٹ کے مطابق عراق پر پابندیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ۱۸ فروری ۱۹۹۵ء کو یونان کے دارالخلافہ ایتھنز میں دوسری انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ۲۰ ممالک کے ۴۰۰ کے لگ بھگ نمائندے شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں تقریباً ۷۰ مقررین نے اقوام متحدہ سے اپیل کی کہ عراق پر سے اقتصادی پابندیوں کو فوری ہٹایا جائے۔

کانفرنس میں عراقی صدر صدام حسین نے مشرق وسطیٰ کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ عراق کی ترقی مغربی ممالک کے مقاصد سے ہم آہنگ نہیں اس لئے وہ ممالک عراق کو ترقی کی راہوں پر گامزن نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ عراق پر پابندیاں دراصل عراقی عوام کی آزادی اور امن کی امنگوں کو کچلنے والی ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک کے خلاف اس قسم کی پابندیاں سیاسی، اقتصادی، معاشی، قانونی اور انسانی ہمدردی کے اصولوں کے خلاف ہیں۔

یونان کی حکمران پارٹی کے نمائندوں نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یونانی باشندے عراقی باشندوں کو اپنا بھائی اور بہن سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کانفرنس کے شرکاء سے اپیل کی کہ وہ عالمی برادری کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ عراق سے پابندیاں ہٹانے پر راضی ہو جائے کیونکہ ان پابندیوں کی وجہ سے ملک کا کمزور طبقہ بچے اور مریض متاثر ہو رہے ہیں۔ عراق میں پابندیوں کی وجہ سے تباہ کن حالات کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے بغداد یونیورسٹی کی ڈاکٹر مونا جبوری (Mona Jiburi) نے بتایا کہ ملک کے اندر بہت سی بیماریاں پانی کے صاف کرنے والے سسٹم کی تباہی کی وجہ سے نیز امریکہ اور برطانیہ کی طرف سے تباہ کن اسلحہ کے استعمال کرنے کی وجہ سے جس نے فضا کو زہر آلودہ کر دیا تھا پیدا ہوئی ہیں۔

مصر کے ڈاکٹر مراد غالب جو سابقہ صدر ناصر کے وقت میں وزیر خارجہ کے عہدہ پر فائز تھے اور آجکل افروایشین پیپلز سالیڈیریٹی کے صدر ہیں، نے صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ دنیا کے ایک متمول ملک یعنی عراق کے بچے بھوک مر رہے ہیں۔ انہوں نے اقتصادی ناکہ بندی کو Slow Motion ہیروشیما بم کے ساتھ تشبیہ دی جو زندگی کو یک لخت فنا کرنے کی بجائے آہستہ آہستہ صفحہ ہستی سے معدوم کر رہی ہے۔

ریورنڈ جیمز مون نے اپنے لیڈر ریورنڈ مارٹن لوتھر کنگ کا ایک قول پیش کیا کہ "کسی ایک جگہ ناانصافی کا مطلب ہے کہ ہر جگہ ناانصافی برتی جارہی ہے" انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں بہت سے ممالک کے نمائندے اس لئے اپنا ووٹ استعمال نہیں کرتے کیونکہ اس طرح ان کو مغربی ممالک سے ملنے والی امداد کے بند ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ انہوں نے عراق اور کویت کے درمیان مسئلے کا ذمہ دار برطانیہ کو ٹھہرایا۔

روس کی سابقہ ریاستوں اور یوکرین کے نمائندوں نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ خاص طور پر روسی اخبار "پراودا" کے ایڈیٹر بورس سالون Boris-Solvin نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیشنل سرمایہ دارانہ نظام کی بھیانک صورت یہ ہے کہ دنیا میں صرف ایک ملین متمول لوگ تو عزت سے اپنی زندگی بسر کریں مگر بقیہ ۴ ملین افراد ان کے زرخرید غلاموں کی طرح رہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر سوویت یونین کا نظام تباہ نہ ہوتا تو نہ تو عراق پر حملے کا تصور ہو سکتا تھا اور نہ ہی اس کی اقتصادی ناکہ بندی۔

عراق پر اقتصادی ناکہ بندی کے خلاف ایک انٹرنیشنل کمیشن آف انکوائری بٹھانے کی تجویز بھی بہت سے مقررین نے دی ہے۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ عالمی سطح پر کام کرنے والے جرنلسٹ، مذہبی لیڈر اور امن کے لئے کام کرنے والی ہستیوں پر مشتمل ایک کمیٹی ہونی چاہئے جو دنیا میں بسنے والی اکثریت کی آواز کو بلند کر سکے کہ عراق پر پابندیاں جاری رکھنا ایک بھیانک جرم کے مترادف ہے۔

اس کانفرنس میں افتتاحی اجلاس کی صدارت ڈاکٹر صفوت نے کی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اگر ہم اس کانفرنس کے نتیجہ میں کوئی مثبت لائحہ عمل تجویز نہ کر سکے تو یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہوگی اور وقت کا ضیاع ہوگا۔

کانفرنس کے اختتام پر عراق پر اقتصادی پابندیوں کی متفقہ طور پر مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ یہ ایک شرمناک حقیقت ہے کہ امیر ممالک ترقی پذیر ممالک کی اقتصادی ناکہ بندی بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں مرتی ہوئی انسانیت کے ذمہ دار وہ ممالک ہیں جو اقتصادی ناکہ بندی کے ہٹانے کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے جن شخصیتوں نے ہمدردی کے پیغام بھجوائے ان میں فرانس کے صدر متراں کی اہلیہ، ریورنڈ جیسی جیکسن اور برطانیہ کے سابقہ لیبر لیڈر نیل کنک کی اہلیہ Glenys Kinnock جو یورو ایم۔ پی ہیں شامل ہیں۔ کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ سیکورٹی کونسل کے اجلاس جو ۱۴ مارچ کو نیویارک میں ہونا تھا کے موقع پر عالمی اجتماع کیا جائے۔ (ایشین ٹائمز ۱۱ مارچ ۱۹۹۵ء) ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مظاہرہ لندن میں مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو ہوا جس میں مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ برطانیہ کو امریکہ کا ساتھ چھوڑ کر پابندیوں کے ہٹانے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہ احتجاجی مظاہرہ انٹرنیشنل کمیشن آف انکوائری کی طرف سے عراق کی اقتصادی ناکہ بندی کے خلاف منظم کیا گیا تھا۔ اس میں ۱۰۰ کے لگ بھگ افراد شریک ہوئے جن میں مشہور شخصیتیں برطانیہ کی لیبر پارٹی کے معروف ایم۔ پی۔ ٹونی بین (Tony Benn) الجیریا کے پہلے صدر احمد بن بیلا، مصر کے ایک سابق وزیر مراد غالب اور پاکستان کے شیخ محمد رشید شامل ہیں۔

مظاہرین نے وزیر اعظم کی رہائش گاہ پر ایک یادداشت پیش کی جس میں کہا گیا کہ اقتصادی ناکہ بندی کی وجہ سے عراق کا کمزور طبقہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ جس میں زیادہ تر بوڑھے، مریض، بچے اور مستورات شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی قوانین تو ایسے طبقہ کو بچانے کے لئے وضع کئے جاتے ہیں مگر عراق میں صورت حال یہ ہے کہ یہ لوگ ان ظالم اقدامات کا پہلا نشانہ بن رہے ہیں۔

(ایشین ٹائمز، ۲۵ مارچ ۱۹۹۵ء)

رائٹر کی تازہ خبر بحوالہ " دی نیوز، ۲۷ مارچ ۱۹۹۵ء "، کے مطابق عراق کو انسانی ہمدردی کی بناء پر اپنا تیل فروخت کرنے کی اجازت دینے کے لئے سلامتی کونسل میں ایک نئی قرارداد پیش کی جارہی ہے جو امریکہ اور برطانیہ کی طرف سے ارجنٹائن پیش کرے گا۔ اس قرارداد کی رو سے پہلے چھ ماہ میں عراق کو ۱٫۶ بلین ڈالر کی مالیت کا تیل فروخت کرنے کی بجائے ۲ بلین ڈالر کی مالیت کا تیل فروخت کرنے کی اجازت ہوگی۔ چھ ماہ بعد حالات کا جائزہ لے کر اس رعایت کو دوبارہ جاری کیا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ اس طرح سال میں کل ۳٫۲ بلین ڈالر کی بجائے ۴ ملین ڈالر کی مالیت کا تیل بیچنے کی اجازت ہوگی مگر اس کے ساتھ شرط عائد کی گئی ہے کہ اس طرح منافع میں سے عراق فی بلین ڈالر ۳۰۰ ملین ڈالر خلیج کی جنگ کا تاوان ادا کرے گا اور ۲۰ ملین ڈالر شمالی عراق میں کردوں کی ریلیف ایجنسی کو بطور امداد دے گا۔

عراقی ماہرین نے صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس طرح عراق کو جو رقم بچے گی وہ موجودہ سکیم جو ۱۹۹۱ء میں وضع کی گئی تھی سے بھی کہیں کم ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس قرارداد میں یہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ عراق میں کردوں کے لئے ایک خودمختار علاقہ نامزد کیا جائے۔

یاد رہے کہ اقوام متحدہ نے دنیا بھر کے ۶۴ ممالک کے ۱۶۲۷۲۰ باشندوں کو جو عراق کے حملے کی وجہ سے کویت خالی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے ۶۲۸۰۲ ملین ڈالر کی رقم بھی منظور کی ہے۔

fozman foods
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 &
081 553 3611

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

ہفتہ توہین رسالت

گزشتہ دنوں پورا ایک ہفتہ پاکستان بھر میں نہایت تزک واحتشام سے بطور ہفتہ توہین رسالت منایا گیا۔ ہر ڈیڑھ اینٹ کا مولوی اور ہر ڈیڑھ اونس کا سیاستدان اس ہفتے کے تہوار کو زینت بخشنے کے لئے میدان کارزار میں کود پڑا اور ہر کوئی اپنی اپنی بولی میں دنیا کو یہ پیغام دیتا رہا کہ اسلام نعوذباللہ خونی مذہب ہے۔ قرآن نعوذباللہ ایک خونی کتاب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذباللہ خونی رسول ہیں۔ اور اسلامی شریعت نعوذباللہ ایک خونی شریعت ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

معاملہ ایک گیارہ سالہ عیسائی لڑکے اور ایک اور عیسائی کو توہین رسالت میں سزائے موت اور بیس بیس ہزار روپے جرمانے کی سزاؤں کے خلاف اپیل کا تھا اور کلاشنکوفی مولویوں نے عدالت عالیہ کا گھیراؤ کر رکھا تھا اور عدالت کے ججوں کو ننگی دھمکیاں دے رہے تھے۔ اور حکومت کو الٹی میٹم داغ رہے تھے کہ اگر ان عیسائیوں کی سزاؤں میں تخفیف کی گئی یا ان کو بری کرنے کی جرات کی گئی تو ناموس رسالت کے یہ فدائین ججوں کے خاندانوں کو قتل کرنے اور حکومت کو چلتا کرنے میں ہر گز تاخیر سے کام نہیں لیں گے۔

ادھر ان دیسی عیسائیوں کے ولایتی رشتہ دار بھی خاموش نہیں بیٹھے تھے۔ وہ حکومت پاکستان کو بین الاقوامی سزائیں دینے کے لئے پر تول رہے تھے۔ حکومت ناموس رسالت کے معاملے میں اندھی سہی لیکن بین الاقوامی امداد کے معاملات میں اندھی نہیں تھی۔ بالآخر حکومت کو عدالت عالیہ سے ساز باز (Manipulation) کرنا ہی پڑی اور اس طرح پر شاتمین رسالت کو باعزت بری کر دیا گیا۔

مولوی جن کے لئے ناموس رسالت ایک ذریعہ روزگار وسیاست ہے کب نچلے بیٹھنے والے تھے۔ کون اپنی روزی پر خود لات مارتا ہے۔ اور پھر اسی ناموس رسالت کے پیشے نے ہی تو جمعراتی مولویوں کو گلیوں سے اٹھا کر قانون ساز اداروں میں پہنچایا تھا۔ وہ بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کی دوکانوں کو آگ دکھائی جائے اور وہ واپس اپنے بلوں میں گھسنے پر مجبور کئے جائیں۔ سو جو ان مولویوں سے ہو سکا انہوں نے کیا اور جو حکومت سے ہو سکا وہ اس نے کیا۔ اسلام بے چارہ درمیان میں یونہی پستا رہا۔

بہر صورت حکومت، عدلیہ اور مولویوں نے مل کر دنیا میں اسلام کا "بول بالا" کیا۔ دنیا کو "لا اکراہ فی الدین" کا سبق سکھایا اور "لکم دینکم ولی دین" کا درس دیا۔ اور "ومن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" کی تفسیر سکھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں گستاخان رسالت کو بے مثال طور پر معاف فرمانے کی یاد تازہ کی گئی۔ گستاخان رسالت عمر، خالد بن ولید اور عکرمہ وغیرہ کو رضی اللہ عنھم بنانے کی برسی منائی گئی۔ اور "لاتثریب علیکم الیوم" کی روایت کو از سر نو زندہ کیا گیا۔ اسلامی رواداری، قرآنی مذہبی آزادی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت للعالمین ہونے کے جشن منائے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

O O

جہاں تک مولویوں کا تعلق ہے وہ تو صدیوں سے اسلام کو خونی مذہب ثابت کرنے کی کوششوں میں غرق ہیں۔ لیکن ان کی پیش نہیں جاتی کیونکہ قرآن کریم مذہبی آزادی، جبر وتشدد کی مذمت، ایذا دہی پر صبر وتحمل اور بین المذاہب رواداری کے ذکر سے بھرا پڑا ہے۔ صرف ان سے قتال کا حکم دیتا ہے جو تمہیں تمہارے مذہب کی وجہ سے قتل کریں۔ اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالیں۔ پر امن منافقوں، مشرکوں اور کافروں سے معاہدات کرنے اور ان کو نبھانے اور انہیں پناہ دینے کا حکم صادر کرتا ہے۔

سنت رسولؐ بھی مولوی کے مخالف پڑی ہوئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی گستاخ رسول کو سزا نہیں دی۔ لیکن اگر کسی گستاخ نے محض گستاخی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بے گناہوں کا خون بہایا اور فساد فی الارض کا موجب ہوا تو اول بطور حاکم مدینہ اور بعدہ بطور حاکم عرب آپ نے ایسے اشخاص کو سزائیں دیں۔ جو اگر نہ دیتے تو عدل وانصاف خود قتل ہو جاتا۔

اموی اور عباسی ادوار حکومت کے فتویٰ فروش علماء وفقہاء

جب مولوی کو قرآن وسنت کے صاف پانی میں اپنی دال گلتی نظر نہیں آتی تو وہ اموی اور عباسی وغیرہ ادوار حکومت کے فتویٰ فروش علماء وفقہاء کا سہارا لے کر اپنی دوکان کو سجاتا ہے، یہ فتوے جو اشرفیوں کی تھیلیوں کے عوض وضع کروائے گئے اور جن کے اطلاق سے لاکھوں مسلمانوں کو ان ادوار ملوکیت میں ذبح کیا گیا مولوی کا من وسلویٰ ہیں۔ یہ فتوے جن کا اولین اطلاق امت کے صف اول کے صلحاء، محدثین اور مجددین پر کیا گیا ہے ماڈرن مولوی کی وراثتی جائداد ہیں۔ ان کے بغیر مولوی ایک ٹکے کا بھی آدمی نہیں ہے۔ وہ کرے تو کیا کرے اور نہ کرے تو کیا نہ کرے۔ اگر وہ فتویٰ فروشی نہیں کرتا تو بھوکوں مرتا ہے اور اگر کرتا ہے تو اسلام بدنام ہوتا ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا مولوی اسلام بیچ کر زندہ رہنے پر مجبور ہے۔ رہا توکل علی اللہ تو وہ "ایک ہاتھ میں اور دو جھاڑی میں" کے مترادف معاملہ ہے۔

مولوی کی عبرت کے لئے وہ مولوی ہی کافی ہیں جنہوں نے فتویٰ فروشی چھوڑ کر احمدیت قبول کی اور وہ ممبران قومی اسمبلی تو کجا ایک محلے کے کونسلر بھی منتخب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ انہیں تو ووٹ دہی کے حق سے ہی محروم کر دیا گیا۔ ان حالات میں مولوی فتووں کا کاروبار چھوڑے تو احمدی مولوی کی طرح گمنام و بے نام مرے۔ بہت مہنگا سودا ہے یہ ماڈرن مولوی کے لئے۔

حکومت

رہی حکومت پاکستان، تو وہ بادل ناخواستہ ہی سہی لیکن ۱۹۷۴ء سے ملا کی ویگن پر سوار ہے۔ اس نے بقائمی ہوش وحواس ملا کو اپنے کندھوں پر سوار کیا ہے اور بزعم خود ملا کی مدد سے کرسی حکومت کو مضبوط کیا ہے۔ اب حکومت تو ملا کی سواری سے تھک چکی ہے۔ اور اسے اتار پھینکنا چاہتی ہے۔ لیکن ملا کلاشنکوف تھامے حکومت کی گردن پر سوار ہے بلکہ سوات میں تو ملا افواج پاکستان سے مورچہ بازی بھی کر چکا ہے۔ نیاز بیگ کا ملا حکومت کو فرار پر مجبور کر چکا ہے۔ اور باقی ملا حکومت کو بے نقط سنانے کے ساتھ ساتھ حکومت سے سودے بازی بھی کر رہا ہے۔ ملا پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالتوں کا گھیراؤ بھی کئی بار کر چکا ہے۔ ملا کی طاقت کا راز فتووں کے سردار قانون ناموس رسالت میں پوشیدہ ہے۔

حکومت پاکستان "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنے کو جرم قرار دے چکی ہے۔ "بسم اللہ الرحمان الرحیم" بر آمد ہونے پر ناقابل ضمانت مقدمات قائم کر چکی ہے۔ مسجدوں کو مسمار کرنا سعادت عظمیٰ قرار دے چکی ہے۔ "السلام علیکم" کہنا یا لکھنا جرم قرار دے چکی ہے۔ کلمے کو مٹانا حکومت کا فرض اولین بن چکا ہے۔

قانون ناموس رسالت

ایک سو پچیس سے زائد کلمہ گو اسی قانون ناموس رسالت کے اطلاق میں قید وبند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہیں۔ ان مجرموں میں سے بعض نے "السلام علیکم" کے الفاظ استعمال کر کے توہین رسالت کی، بعض سے "بسم اللہ الرحمان الرحیم" بر آمد ہوئی۔ بعض قرآن مجید پڑھتے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے اور بعض نے "معزز" اور "بابرکت" جیسے حرام الفاظ استعمال کئے وغیرہ وغیرہ۔

اب حکومت اس چنگل سے نکلنا بھی چاہے تو کیسے نکلے۔ موجودہ حکومت کے والد محترم نے یہ کاروبار شروع کیا تھا اور والد کا احترام اللہ اور اس کے رسول کے احترام پر فائق ہے۔ کیونکہ یہ دنیا تو میٹھی ہے اور اگلی دنیا کسی نے دیکھی تک نہیں۔ ہمارا حکومت پاکستان سے یہ وعدہ ہے کہ اگر وہ اس ملائی چنگل سے بلا نقصان نجات چاہتی ہے تو ہم حکومت کو ایک ایسا باوقار مونہہ دینے کے لئے تیار ہیں جس منہ سے وہ باعزت طور پر اس کاروبار کو ختم کر سکے۔

عدلیہ

عدلیہ پاکستان نے بھی ایک عرصے سے جشن ناموس رسالت کی تیاری شروع کر رکھی تھی۔ پاکستان کی ابتدائی عدالتوں سے لے کر اعلیٰ ترین عدالتوں تک نے طوعاً وکرہاً اس کار خیر میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے صاحب علم اور روشن دماغ جج صاحبان نے بنفس نفیس "بسم اللہ" اور "السلام علیکم" کہنے پر نہ صرف ضمانتیں منسوخ کی ہیں بلکہ قید اور جرمانے کی سزائیں بھی صادر کی ہیں۔ ملک کے اعلیٰ ترین جج صاحبان نے خود کو ان مقدمات میں پارٹی ظاہر کرنے کے باوجود بھی ان مقدمات کی نہ صرف سماعت کی ہے بلکہ فیصلے بھی صادر فرمائے ہیں۔ انہی جج صاحبان نے جن کے پاس توہین رسالت کے مقدمات سماعت کے لئے آتے ہیں خود کو تحریری طور پر کتب میں ان مقدمات میں پارٹی کے طور پر ظاہر فرمایا ہے۔ مولویوں کی اس قدر ہمنوائی کے بعد بھی جب بھی مولویوں نے انہی عدالتوں کا گھیراؤ کیا اور انہیں دھمکیاں دیں تو ججوں نے اس توہین عدالت کو شیر مادر سمجھ کر پیا اور ہضم کیا۔

ان عدالتوں سے انصاف کی توقع کرنا عبث ہے کیونکہ یہ عدالتیں تو حکومت وقت کے محکمے ہیں اور جج صاحبان سول سرونٹ ہیں۔ انہیں تو جو حکم ملے گا وہ اسی کی اطاعت کریں گے۔ ہاں البتہ اگر کوئی بے یار ومددگار اور حکومت کی اعانت سے محروم ملزم ان عدالتوں میں پیش ہوتا ہے تو یہ عدالتیں بھوکے شیروں کی طرح اس پر جھپٹ پڑتی ہیں۔

لیکن موجودہ حالات وطن کے پیش نظر جج صاحبان بے بس اور مجبور ہیں۔ اگر حکومت اپنا قبلہ درست کر لے تو ججوں کا قبلہ خود بخود ہی درست ہو جائے گا۔ جج صاحبان کے پاس سوائے ججی سے استعفیٰ دینے کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہنے دیا گیا۔ انصاف ان کی نوکری کا مسئلہ بن چکا ہے۔

الٹی عقل

عقل سیدھی ہو تو اسے ہر چیز سیدھی نظر آتی ہے اور جب الٹا لٹکی ہو تو اسے ہر چیز الٹی نظر آتی ہے۔ یہ دماغی عادت جب اپنے کرتب دکھاتی ہے تو عجیب در عجیب مناظر کو جنم دیتی ہے۔ جیسا کہ کلمہ پڑھنا توہین رسالت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر وحلم، رواداری اور حسن واحسان سے عاری قرار دینا آنحضور کی عزت افزائی ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اللہ تعالیٰ کا نام لینا ناقابل ضمانت جرم ہے۔ اور زنا، منشیات فروشی اور ڈاکے قابل ضمانت جرائم ہیں۔ مسجدوں کو مسمار کرنا باعث ثواب ہے اور مسجدوں کو تعمیر کرنا جرم۔ کلمہ مٹانا، گالیاں نکلوانا اور فساد کروانا مستحسن امور ہیں۔ اور درود پڑھنا، عبادت کرنا اور خدمت خلق کرنا بدترین جرائم ہیں۔

اذان دینا تین ہی ادوار میں جرم رہا ہے۔ قریش مکہ کی حکومت میں، ہندوستان میں سکھوں کی حکومت میں اور اب پاکستان کی اسلامی جمہوریہ میں۔ اگر یہ سیدھی عقل کے نظارے ہیں تو پھر الٹی عقل کیا ہوتی ہے۔ دماغی امراض کے ہسپتالوں میں جو پاگل زمین پر کھڑے ہوتے ہیں وہ اسی قسم کے جملے بول رہے ہوتے ہیں۔ اور جو درختوں پر چڑھے ہوتے ہیں وہ خود کو خدا سمجھ کر ان نیچے کھڑوں کو شاباش دے رہے ہوتے ہیں اور انہیں اپنا رسول قرار دے رہے ہوتے ہیں۔

احمدیہ موقف

جماعت احمدیہ کا اس بارے میں موقف یہ ہے کہ رشدیوں کے جسمانی قتل سے رشدیت ختم نہیں ہو

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ عید الفطر

اسماء الٰہی سے متعلق ایک ایسا نکتہ خدا نے ہاتھ میں تھمایا جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اسماء الٰہی پر حقیقت میں غور کرنے کا ایک لامتناہی رستہ کھل جاتا ہے

خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۳ر مارچ ۱۹۹۵ء مطابق ۳ر امان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝

(طٰہٰ: ۲۶ تا ۲۹)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج عید کا دن ہے اور یہ ایسا عید کا دن ہے جو اکثر ممالک میں جمعہ کے لحاظ سے مشترک ہے۔ عموماً بہت فرق پڑ جایا کرتا ہے لیکن سعودی عرب کو چھوڑ کر باقی بہت سے ممالک میں مثلاً امریکہ میں بھی، پاکستان میں بھی، یہاں بھی اور دیگر ممالک میں، جہاں تک ہم نے پتہ کیا ہے جمعے کے ساتھ یہ عید کا دن اکٹھا ہوا ہے۔

عموماً یہ توہمات پائے جاتے ہیں کہ جمعہ اور عید اکٹھی ہوں تو بھاری عید ہوتی ہے لیکن ہم نے تو دیکھا ہے کہ اللہ کے فضلوں کے لحاظ سے بہت بھاری ہوتی ہے، بے حد فضل ہوتے ہیں، دو عیدیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ یہ توہم پرست لوگوں کے قصے ہیں یونہی کہ دن بھاری ہو جاتا ہے اس لئے کوشش یہی کرتے ہیں کہ اسی طرح آگے پیچھے کر کے وقت ٹال دیں۔ یہاں بھی یہ کوشش اس حد تک کی گئی کہ اپنی طرف سے یہ ناممکن بنا دیا کہ جمعے کے دن عید ہوگی۔ کیونکہ وہ تبھی ہو سکتی تھی اگر اکتیس روزے ہوں۔ لیکن جب رمضان جاری ہوا اور پھر مزید تحقیق ہوئی، جماعت احمدیہ نے بھی اخباروں میں لکھا کہ یہ واقعات ہیں قطعی طور پر عید جمعے کے ہی دن بنے گی اس کے سوا بن نہیں سکتی تو ان کو موقف تبدیل کرنا پڑا، اکثروں کو موقف تبدیل کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ ہمیں فون آنے لگے کہ اب ہم کیا کریں اکتیس روزے ہو جائیں گے ہمارے، اگر عید جمعے کے دن کی جائے۔ تو ہم نے ان کو یہی جواب دیا کہ اللہ کی رضا پر راضی رہیں جو خدا نے فرمایا ہے وہ کریں جو مولوی سے آپ کو نقصان پہنچا ہے اس کا تو خدا تعالیٰ ذمہ دار نہیں ہے۔

دراصل لیڈر وہ ہوتا ہے جو آگے چلے اور پیچھے قوم کو چلائے، ہنکانے والا نہیں ہوتا۔ مگر یہ لوگ ہانکتے ہیں اصل میں۔ نہ مشورے کرتے ہیں نہ جھک کر کسی سے برابری کی بات کرتے ہیں۔ وہ اپنے علم کے ڈنڈے سے جو علم کھوکھلا ہے اور خدا کے تقویٰ سے خالی، اس سے یہ ہانکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایسی قوموں کی بڑی بدنصیبی ہوتی ہے کہ ان کے راہنما ان کے ہانکنے والے بن جائیں۔ بہرحال جماعت احمدیہ کے اوپر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ جماعت کو خلافت کے مرکز پر اکٹھا کر دیا ہے اور اس کے محور کے گرد جماعت گھوم رہی ہے اور اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا انسان حقیقت میں تصور کر ہی نہیں سکتا۔ بعض لوگوں نے فون پر یہ بھی کہا کہ تم لوگ بڑے خوش نصیب ہو کہ ایک ہاتھ پر اٹھتے، ایک ہاتھ پر بیٹھتے ہو، ہمارا حال ہی کوئی نہیں۔ ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلتا کس مولوی کے پیچھے چلیں، کس کو چھوڑیں اور ہر کام میں جو بڑی برکت پڑ رہی ہے وہ اسی وجہ سے ہے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے میں نے انگلستان کی مسجد کی تحریک کی تھی اور دس سال کے بعد وہ تحریک ہوئی ہے اہم، انگلستان میں بنانے والے مرکز کے لحاظ سے۔ دس سال پہلے پانچ لاکھ کی تحریک تھی اور لگتا تھا بہت بڑی رقم ہے اور واقعی بہت زور لگانا پڑا تھا اس وقت، تمام دنیا میں تحریک کی گئی اللہ کے فضل سے زیادہ مل گئے لیکن شروع میں بہت لگ رہا تھا۔ اب دس سال کے بعد یورپین مرکز کی نہیں بلکہ صرف انگلستان کی مسجد کی تحریک پچاس لاکھ پونڈ کی کی گئی اور خدا کے فضل سے اس تیزی کے ساتھ وعدے آ رہے ہیں اور وصولیاں ہو رہی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ ابھی تک انگلستان سے آنے والے وعدوں کی رفتار بھی خدا کے فضل سے ان کی توقعات سے بہت تیز ہے اور حیرت انگیز قربانی کے مظاہرے ہو رہے ہیں لیکن اس کے علاوہ بیرونی جماعتوں نے بھی کمال کر دیا ہے۔ ان کو میں نے واضح طور پر دعوت نہیں دی تھی کہ آپ بھی تشریف لائیں دروازہ کھلا ہے بلکہ اشارۃً یہ کہا تھا کہ آنے کی دعوت تو نہیں میں دے رہا لیکن دروازہ کھلا ہے آنا ہے تو آ جائیں اور اس پیغام کو ایسا سمجھے ہیں کہ جیسے باقاعدہ ان کو مخاطب کر کے تحریک کی گئی ہو لیکن وہ جیب میں نے الگ رکھی ہوئی ہے تاکہ انگلستان والے اپنی کوششوں سے غافل نہ ہو جائیں، اس پر بناء نہ کریں۔ آپ نے اپنے پانچ ملین اکٹھے کرنے ہیں اور جو باہر سے آ رہا ہے وہ فضل ہے اللہ کا۔ جب ضرورت پڑی تو اس میں سے آپ کو دیں گے ورنہ اور کسی مسجد میں استعمال ہو جائے گا تو اپنی طرف سے آپ نے کوشش یہی کرنی ہے کہ انگلستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔

اس کے برعکس وہ لوگ جو اس نعمت سے محروم ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو مرکزیت جماعت کو خلافت کی صورت میں عطا فرمائی ہے، ان کا حال یہ ہے کہ اسی رمضان میں آخری جمعے پر جو جمعة الوداع کہلاتا ہے ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب نے تحریک کی اور بہت لوگوں کو رگیدا کہ تم لوگ عجیب ہو اتنا بوجھ ہم پر پڑا ہوا ہے قسطیں دینی ہیں اور تم ٹس سے مس نہیں ہوتے، میری کسی تحریک کا جواب نہیں دیتے اسی لئے ابھی اس جمعے پر ڈیڑھ لاکھ پونڈ مجھے چاہئے۔ چنانچہ وہ بے چارے زور لگا کر جب پورا ختم کر بیٹھے معاملہ، تو کوئی پیسہ نہیں آیا۔ کسی نے کوئی Response نہیں دی۔ ایک ان میں مسجد میں شامل آدمی نے ایک احمدی دوست کو بیان کیا جو واقعہ، میں نے کہا اس سے لکھوا کے دیں۔ چنانچہ وہ لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ عجیب قصہ ہے۔ مولوی صاحب نے بھی اپنا بدلہ خوب اتارا۔ جمعہ کی نماز شروع کر کے ایک رکعت میں کھڑے کھڑے سلام پھیر دیا۔ کھڑے کھڑے السلام علیکم و علیکم السلام۔ اب دوسرے مولوی کو کہا کہ چندے اکٹھے کرو نماز تب پوری کراؤں گا اگر پیسے دیں گے۔ چنانچہ وہ بیچارے لگے رہے، پتہ نہیں کتنے ملے لیکن جب یہ ختم ہو گیا قصہ، تب انہوں نے یہ شرافت کی کہ دو رکعتیں پھر پڑھا دیں پوری اکٹھی، ورنہ کوئی بعید نہ تھا کہ اگلی ایک رکعت ہی پڑھا کر سلام پھیر دیتے۔ تو یہ اللہ کا احسان ہے بہت نمایاں فرق ہے۔ قربانی کی روح میں زمین آسمان کا فرق ہے اللہ اس فرق کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس امتیاز کو نمایاں کرتا چلا جائے۔ ایک تو یہ بھی خدا کے فضل سے خوش خبری تھی جو عید کے موقع پر دینی تھی کہ اس تحریک کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بہت ہی غیر معمولی قابل رشک قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

دوسری ایم۔ ٹی۔ اے۔ سے متعلق جو عالمی نیک اثرات پیدا ہو رہے ہیں ان کے تفصیلی بیان کا تو وقت نہیں مگر غیروں پر جو اثر پڑ رہا ہے اور خصوصاً عربوں پر اس کی ایک مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور اسی خطبے کے ذریعے اس خط لکھنے والے کو جواب بھی دے رہا ہوں۔ وہ خط مراکش سے ملا ہے۔ اس میں وہ ساری جماعت احمدیہ کے برادران سے مخاطب ہیں اس لئے میں نے سمجھا کہ عید کے موقعہ پر سب کو یہ پیغام دے دوں کیونکہ میرے نام نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے بھائیوں کے نام ہے۔

وہ کہتے ہیں، پہلا فقرہ یہ ہے کہ براہ کرم مجھے بھی جماعت احمدیہ میں شامل کر لیں۔ میں مبالغہ نہیں کرتا کہ میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگراموں سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ یہ بہت بڑی اور شاندار خدمت ہے۔ قبل ازیں میں جماعت کی ان خدمات کے بارہ میں پڑھ اور سن چکا ہوں اور مظلوم مسلمانوں کے لئے جو آپ خدمات بجا لا رہے ہیں وہ حیرت انگیز ہے۔ احمدیت اسلام کی جو سچی تصویر پیش کرتی ہے۔ اس سے مجھے سمجھ آئی ہے کہ انسانیت کے اعتبار سے ساری دنیا ایک ہے۔ سچ کی طرف راستہ بھی ایک ہی ہے اور جملہ ادیان کی بنیاد بھی ایک ہی ہے۔ دین وحدت کا موجب ہونا چاہئے نہ کہ افتراق اور اختلاف کا۔ اگر بغض نہ ہو تو جنگیں بھی نہ ہوں۔ ان سب باتوں کے باوجود اسلام کو پھیلانا ہے یہاں تک کہ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے (باوجود شاید ترجمے میں ہے مطلب ہے ان سب باتوں کے ذریعے، ان کی اجتماعی کوشش کے نتیجے میں) میرے احمدی مسلمان بھائیو! اسلام اور خلافت راشدہ کی رسی کو تھامنے والو! میں یہ

بات رسمی گفتگو کے طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ یہ حقیقت ہے اور خدا میرے قول پر گواہ ہے اگر آپ جماعت میں میری شمولیت کی درخواست قبول کر لیں تو میرے لئے یہ نہایت درجہ سعادت اور خوشی کا موجب ہو گا۔ میں الحمدللہ پڑھا لکھا مسلمان نوجوان ہوں ۔ روحانی میدان میں میں نے مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ بعض عالمی درسگاہوں میں بھی جو خط و کتابت کے ذریعے درس گاہیں جاری تھیں ان میں بھی شامل ہو کر تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں اور فرانس میں بھی ایک اعلیٰ تعلیمی ادارہ ہے اس کا بھی میں ممبر رہا۔ یہ کوائف میں پیش کر رہا ہوں۔

اور آخر پر لکھتے ہیں حضرت مرزا طاہر احمد جو خلیفہ رابع ہیں ان سے ملنے اور پاس بیٹھنے کی شدید تڑپ ہے۔ میرے کوائف درج ذیل ہیں اور آخر پر یہ درخواست دہرائی گئی ہے کہ مجھے ضرور اپنوں میں شامل کریں اور میں آپ میں سے ایک ہونا چاہتا ہوں ۔ تو میں ان کا جماعت احمدیہ کو تو یہ محبت بھرا پیغام سنا رہا ہوں ۔ ان کو میرا جواب یہ ہے کہ "اھلاً و سھلاً" آپ ہم میں سے ہی ایک ہیں۔ اللہ کے فضل کے ساتھ نہ صرف ہم میں سے ایک ہیں بلکہ میں توقع رکھتا ہوں کہ ہزاروں کے لئے احمدیت کا رستہ کھولنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ عید آپ کو بھی مبارک کرے اور ایسے بہت سے حق کے متلاشیوں کو بھی جو اس رستے سے یعنی ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے رستے سے جماعت احمدیہ سے واقفیت حاصل کرنے کی توفیق پا رہے ہیں اور دن بدن ان کی دلچسپیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

ایسا ہی ایک خط بیلا روس سے ملا تھا اور ایک خط یوکرین سے ۔ اس خط میں تو لکھا ہے کہ میں ان عربوں میں سے ایک ہوں جو باقاعدگی سے آپ کے پروگرام سنتے ہیں اور دن بدن ہماری دلچسپی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ ہم اس عرصے تک کہاں رہے اور ہمیں پتہ ہی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے اور اسلام کے کیسے عظیم مصالح اور مقاصد اس سے وابستہ ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے خدمت دین کرنے والوں کو، خصوصاً وہ جو کسی نہ کسی رنگ میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ سے وابستہ ہیں کہ ہر پہلو سے ان کی خدمتیں مقبول ٹھہریں اللہ انہیں بھی بہترین جزاء دے اور خدمت کی توفیق بڑھاتا چلا جائے۔

جماعت احمدیہ کے اوپر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ جماعت کو خلافت کے مرکز پر اکٹھا کر دیا ہے اور اس محور کے گرد جماعت گھوم رہی ہے

تمام جماعتوں کو جو میں نے نصیحت کی تھی پچھلے خطبے میں اس کی تفصیل نہیں دہراؤں گا لیکن اس عید پر یاد دلاتا ہوں کہ آپ کے پروگراموں کا انتظار ہے۔ اگر تمام دنیا کی جماعتیں اسی طرح ہدایت کے مطابق پروگرام بنانے لگیں گی تو انشاء اللہ ہمارے پروگراموں کا معیار بہت بلند ہو جائے گا اور ابھی بھی خدا کے فضل سے اچھا دلچسپ پروگرام ہو رہا ہے اور لوگ سب، دن بدن ہر طرف سے یہی لکھ رہے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر روز ایم۔ ٹی۔ اے۔ پہلے سے بہتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

اب میں اس بات کی طرف آتا ہوں جس کا ذکر میں نے گزشتہ جمعہ میں کیا تھا۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ شروع رمضان میں یعنی دس رمضان المبارک کو جو جمعہ تھا اس پر میں نے یہ جماعت کو بتایا تھا کہ انسان ساری زندگی علم سیکھتا ہے اور وہ جو یہ سمجھے کہ میں تعلیم حاصل کرنے کی حد سے باہر آ گیا ہوں وہ متکبر ہے اور جاہل ہے۔ آخر وقت تک علم سیکھنے کا سلسلہ جاری ہے، جاری رہنا چاہئے اور یہی امت محمدیہ کی شان ہے، یہی امت محمدیہ کو تعلیم دی گئی ہے۔ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم ۔ کہ آخر دم تک علم سیکھو اور علم سکھاؤ۔ اس ضمن میں میں نے یہ بیان کیا کہ میرا علم سیکھنے کا جو دائرہ ہے وہ تمام دنیا پہ پھیلا ہوا ہے۔ مسلمان ہو، غیر مسلم ہو، احمدی ہو، غیر احمدی ہو، جہاں سے بھی علم کی کوئی بات ملے، میں سمجھتا ہوں میرا بھی فرض ہے اور سب دنیا میں تمام مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ یہ نہ سوچیں کہ کون کیا کہہ رہا ہے، اگر علم کی بات ہے تو مسلمان کی دولت ہے، اسے حاصل کرنی چاہئے ۔ حکمت اور علم دونوں چیزیں ایسی ہیں جو اولین طور پر گویا کہ مسلمانوں کی خاطر ہیں۔ پس اپنا مال سمجھ کر جہاں سے بھی ملے اسے قبول کرنا چاہئے۔

یہ بیان کرنے کے بعد میں نے یہ بات بیان کی تھی کہ مگر یہ نہ سمجھیں کہ میں صرف آپ سے علم سیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مسلسل آسمان سے مجھ پر علوم روشن فرماتا ہے اور وہ جو آسمان سے علم اترتے ہیں اس میں میرا اکتساب کوئی نہیں، یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس منصب کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک معمولی علم والے کو بھی چن کر جب ایک منصب پہ فائز فرما دیتا ہے تو علمی راہنمائی پھر خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

دس تاریخ کو میں نے یہ بات کی اور اتوار اور پیر کی رات کو یعنی دو دن بعد رات کے آخری حصہ میں تہجد سے پہلے صرف ایک منٹ کی ایک چھوٹی سے رویا دیکھی اور رویا میں دیکھتے دیکھتے مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا ہو رہا ہے اپنے اختیار میں بات نہیں تھی، بات چھوٹی سی تھی، دلچسپ تھی، مگر مجھے اس وقت رویا کے دوران یہ احساس ہوا کہ یہ معاملہ تو جاری رہنے والا معاملہ ہے، رویا کے ساتھ ختم ہونے والی بات نہیں۔ چنانچہ جب میں اٹھا ہوں تو وہی سوچ جاری رہی، رویا ختم ہو چکی تھی اور کئی دن تک اس نے میرے ذہن پر قبضہ کئے رکھا۔ میں نے کہا تھا کہ عید کے بعد کسی خطبے میں بیان کروں گا لیکن چند دن پہلے میری بڑی بیٹی نے بڑی منت سے کہا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ کتنی ہمارے دل میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے کہ ہم پتہ تو کریں کیا ہے۔ یا بتانا نہیں تھا یا بتایا ہے تو جلدی بتائیں ورنہ یہ جو ہر وقت کہ پتہ نہیں کیا بات تھی اور انہوں نے کہا یہ صرف میری سوچ ہی نہیں بلکہ جو مجھے ملتی ہیں خواتین، کہتی ہیں اپنے ابا سے سفارش کرو کہ جلدی بتائیں تو اب میں آپ کو بتاتا ہوں وہ کیا بات ہے۔

وہ اسمائے الٰہی سے متعلق ایک ایسا نکتہ خدا نے ہاتھ میں تھمایا جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اسماء الٰہی پر حقیقت میں غور کرنے کا ایک لامتناہی رستہ کھل جاتا ہے اور اس عجیب انداز سے ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کسی انسان کی ذاتی سوچ سے اس بات کا تعلق ہو۔ دفتر میں میں بیٹھا ہوا ہوں ،ملاقات کا وقت ہے اور ایک احمدی دوست ایک غیر احمدی شاعر کو اپنے ساتھ لاتے ہیں اور کہتے ہیں انہوں نے ایک سوال کرنا ہے۔ تو میں کہتا ہوں ہاں کریں سوال۔ تو وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ میں ایک قدامت پسند شاعر ہوں اور ترقی پسند شعراء مجھے ہر وقت کہتے ہیں کہ تم بھی ترقی پسند بن جاؤ، ہماری طرح کے خیالات پیش کرو اور قدامت پسندی ٹھیک نہیں ہے تو آپ میری راہنمائی کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں قدامت پسند رہوں یا ترقی پسند بن جاؤں۔ تو ان کا یہ سوال سننے کے بعد میں نے ان سے کہا دیکھیں مجھے تو آپ کا سوال ہی درست نظر نہیں آ رہا۔ میرے نزدیک تو کوئی تفریق قدامت پسندی اور ترقی پسندی کی شاعری میں ہو ہی نہیں سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ شعر حسن کے گرد گھومتا ہے جس طرح پروانہ شمع کے گرد گھومتا ہے۔ اگر حسن سے شعر کا تعلق نہ ہو تو وہ شعر نہیں ہے اور حسن خدا کے اسماء سے پھوٹتا ہے اور اسماء الٰہی کا جو حسن ہے اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا۔ اس لئے قدامت پسندی اور ترقی پسندی کی کوئی تفریق زمانے کے لحاظ سے بیچ میں داخل کی ہی نہیں جا سکتی۔

یہ جب میں بیان کرتا ہوں تو ان کی آنکھیں جیسے محبت سے پگھلتی ہیں اس طرح ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سرور سا پیدا ہو جاتا ہے تو یہ لگتا ہے کہ میں نے پوچھی تو چھوٹی سے بات تھی آپ نے تو بڑی بات بتا دی۔ اور ہمہ تن گوش اگلا حصہ سننا چاہتے ہیں کہ میں مزید اس مضمون کو کھولوں تو رؤیا ختم ہو گئی۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا اس سے بھی کم کے عرصہ میں یہ گفتگو ہوئی اور جب میں اٹھا تو ذہنی لحاظ سے وہ رؤیا جاری رہی۔ اس رؤیا کا دائرہ تو ختم تھا لیکن سوچیں جو چلا گئی تھی وہ مسلسل جاری رہیں اور اس پر میں نے غور کیا تو میں اس بات پر حیران رہ گیا کہ اسماء الٰہی کی بحث میں کبھی کسی مفسر نے اس پہلو سے بات نہیں چھیڑی کہ خدا کے اسماء پر وہ تعریف صادق آتی ہے جو صرف میں ہمیں عام طور پر ملتی ہے کہ اسم میں زمانہ نہیں پایا جاتا اور اگر اسم میں زمانہ نہ پایا جائے تو ایک ازلی ابدی مضمون آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور بہت ہی گہرا مضمون ہے جس پر مسلسل زندگی کا غور جو ہے وہ بھی اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

لیکن یہ سوچتے سوچتے مجھ پر یہ بات روشن ہوئی کہ صرفی تعریف تو بہت ہی ناقص ہے اور یہ تعریف کہلانے کی مستحق ہی نہیں ہے کیونکہ تعریف وہ ہوتی ہے جو جس کی تعریف کی جائے، جس مضمون کی، یعنی اس کی حد بندی کی جائے اس کی ہر جنس کے ہر حصے پر حاوی ہو اور یہ تعریف خدا کے سوا کسی اور اسم پر آتی ہی نہیں۔ تو صرفی جن اسماء کی باتیں کرتے ہیں ان پر تو یہ تعریف صادق آ ہی نہیں سکتی اور جس پر آتی ہے اس کے متعلق کبھی کسی مفسر نے نہیں لکھا کہ تعریف اسی ذات پر صادق آتی ہے۔ اس ضمن میں جب میں نے اور غور کیا تو بہت سی باتیں ایسی سامنے آئیں جن میں سے چند میں آج آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔

ایک تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ ازل اور ابد کس کو کہتے ہیں اور اسم میں زمانہ نہ پائے جانے کا کیا مفہوم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسماء الٰہی پر اگر غور کریں تو ازلی ابدی ہیں اور تمام زمانے ان چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مخلوقات ہیں۔ گویا زمانہ اپنی ذات میں یا وقت اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تخلیق کی صفت ہے ایک۔ مخلوق کے ساتھ وابستہ جو ہر مخلوق کے تعلق میں الگ الگ معنے رکھے گا۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اسی تسلسل میں مجھے یہ سمجھ آئی کہ زمانہ اس لئے اللہ تعالیٰ میں نہیں پایا جاتا کہ اس میں تبدیلی کوئی نہیں اور جس چیز میں تبدیلی ہو اس میں لازماً زمانہ پایا جاتا ہے اور جتنی بھی مخلوقات ہیں وہ مسلسل تبدیلی کی حالت میں سے گزر رہی ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو پیدا ہوئی ہو اور اسی حالت پر قائم رہے۔ یا ترقی کر رہی ہے یا وہ تنزل کر رہی ہے۔ یا وہ زندگی کی طرف بڑھ رہی ہے یا وہ موت کی طرف مائل ہے۔ اور اس تعلق پہ غور کرتے ہوئے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ بیک وقت خدا تعالیٰ زندہ کرنے والا بھی ہے اور مارنے والا بھی ہے۔ اور یہ کہنا کہ کبھی زندہ کرنے والا بنتا ہے، کبھی مارنے والا بنتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ مسلسل دونوں اس کی صفات ساتھ ساتھ جاری و ساری ہیں اور کار فرما ہیں۔ ایک انسان جب زندگی کا سفر کرتا ہے

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

توہر لمحہ جو پیچھے چھوڑتا ہے وہ اس کی موت کا لمحہ ہے۔ ہر لمحہ جو وہ آگے بڑھتا ہے وہ اس کا زندگی کا لمحہ ہے ۔ تو موت کے خول سے زندگی پیدا ہو رہی ہے اور جو پیچھے چھوڑ رہا ہے وہ موت کی لکیر ہے ۔ اور ایک ثانیہ کا جتنا بھی چاہیں آپ اس کو چھوٹے سے چھوٹا حصہ کر لیں یہ مضمون اسی طرح جاری رہے گا۔ اگر خدا زندہ کرتا ہے تو تبھی اللہ فرماتا ہے موت سے زندگی نکالتا ہوں ۔ تو اس کے پیچھے اس کا تمام سفر جو گزر رہا ہے وہ اس کے پیچھے موت کے نقوش پا ہیں جن سے وہ آگے نکل گیا اور تقابل میں آ کر اگلا حصہ زندگی کہلاتا ہے اور جسے پیچھے چھوڑا وہ موت تھی۔ اور جب ایک انسان یا قوم بر عکس سفر کرتی ہے تو اپنے پیچھے زندگی کے نقوش پا چھوڑ رہی ہے اور ہر لمحہ موت میں داخل ہو رہی ہے۔ تو خدا، خواہ زندگی سے موت نکال رہا ہو یا موت سے زندگی نکال رہا ہو یہ مخلوق کی صفات ہیں وقت کی ۔ خدا خالق جو ہے اس پر کوئی وقت نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلسل آسمان سے مجھ پر علوم روشن فرماتا ہے اور وہ جو آسمان سے علم اترتے ہیں اس میں میرا اکتساب کوئی نہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے

اس پہلو سے جب میں نے صرف والے پہلو پر دوبارہ غور کیا تو مجھے تعجب ہوا کہ کبھی کسی مفسر نے، کسی نحو اور صرف کے ماہر نے اس بات پر کیوں غور نہیں کیا کہ یہ تعریف غلط ہے۔ اس لئے غلط ہے کہ اسم تو خدا کا بھی ہے اور غیر کا بھی نظر آتا ہے اور اگر یہ تعریف اسم کی تعریف ہے تو غیر اللہ کے اسماء پر بھی صادق آنی چاہئے مگر کسی ایک پہ بھی صادق نہیں آتی ۔ پس اسم، حقیقت میں اس تعریف کی رو سے اگر ہے تو اللہ کا ہے اس کے سوا کوئی اسم نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی چیز پیدا ہوتی ہے اس کا نام بنتا ہے لیکن اس کا نام بننے کے بعد ہر لمحہ اس کی تبدیلی اس کے نام کو غلط کر رہی ہے سوائے اس کے کہ وہ ایسا معنوی نام ہو جس کا اللہ سے تعلق ہو۔ وہ زندہ اور جاری نام ہے جس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ورنہ نام جو ہے اس کے اوپر آپ غور کریں تو یہ مسئلہ آپ کو سمجھ آئے گا کہ نام اصل میں دو طرح سے ہیں ایک تو جاہلانہ نام، بے معنی، کسی چیز کا جو چاہے نام رکھ دو، وہ نام جامد ہے۔ ایک مردہ نام ہے اور نام کہلانے کا مستحق ہی نہیں کیونکہ نام کی جو تعریفیں کی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ نشان دہی کرے کسی چیز کی۔ اگر اس میں نشان دہی کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ نام نہیں ہے اس لئے ایسے اسماء ہماری فہرست سے از خود خارج ہو جائیں گے۔ جو صفاتی نام ہیں ان میں وہ نام جو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق نہیں رکھتے وہ مسلسل ایک شخص پر صادق آ ہی نہیں سکتے۔ اگر کسی کو اس کی اعلیٰ حکمت کی وجہ سے ارزل کہا گیا اور یہ نام رکھا گیا اور وہ ارزل العمر کو پہنچ رہا ہے تو دن بدن اس کی حکمت کم ہوتی چلی جا رہی ہے اور جب وہ حکمت میں آگے بڑھ رہا ہے تو پہلا نام کفیل نہیں رہا اس کی صفات کا مظہر بننے کے لحاظ سے۔ تو ہر وہ چیز جو تبدیل ہو رہی ہے اس کے نام میں زمانہ پایا جاتا ہے اور زمانے کا مطلب یہ ہے کہ آج کچھ اور کل کچھ اور وقت اس کی تبدیلی کی حالت سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی تبدیلی کی رفتار سے پہچانا جاتا ہے۔

اب تصور میں لائیں ایسی چیز کو جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی، بعینہ اسی طرح ہے۔ اگر ایسی چیز ہے تو وہ ازلی ابدی ہے اور اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا۔ تو اس غور سے مجھے اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیت اور ابدیت کی سمجھ آئی کہ وہ ایک ہی ہے جو صاحب اسماء ہے اور اس کا ہر اسم ازلی اور ابدی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اور زمانہ جو ہم خدا کے تعلق میں محسوس کرتے ہیں یہ دراصل مخلوق کی صفت ہے۔ جہاں مخلوق کے زاویے سے دیکھنے سے خدا میں ایک زمانہ دکھائی دے رہا ہے ۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے آپ کھڑے ہوں اور پاس سے گاڑی گزر رہی ہو۔ اگر دائیں طرف سے گزر رہی ہے اور آگے کی طرف بڑھ رہی ہے آپ اس کی طرف دیکھیں تو بسا اوقات یوں لگتا ہے آپ پیچھے کی طرف ہٹ رہے ہیں۔ لیکن کون حرکت کر رہا ہے کون نہیں۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے اس وقت پتہ چلتا ہے کہ جو حرکت کرنے والی چیز ہے وہ آگے نکل گئی ہے اور جو جامد اور ثابت وجود ہے وہ کھڑا رہ جاتا ہے اور گاڑی گزرنے کے بعد اچانک پتہ لگتا ہے کہ میں تو وہیں کا وہیں ہوں میں نے Move ہی نہیں کیا، حرکت ہی نہیں کر رہا تھا۔ اور اگر بائیں طرف سے الٹی سمت میں گاڑی جا رہی ہو تو وہ اس طرف دیکھے گا تو یوں لگے گا کہ میں ادھر جا رہا ہوں تو بیک وقت دائیں طرف دیکھنے سے وہ پیچھے کی طرف جا رہا ہے بائیں طرف دیکھنے سے وہ آگے کی طرف جا رہا ہے اور اگر سامنے دیکھے اور کوئی گاڑی دائیں سے بائیں جا رہی ہو تو وہ اپنے دائیں طرف جا رہا ہو گا اگر وہ پیچھے دیکھے اور وہ بائیں سے دائیں طرف گاڑی جا رہی ہو تو وہ یوں لگے گا کہ جیسے بائیں طرف جا رہا ہوں۔

تو زمانے نسبتی چیز ہیں اور یہ تبدیلی کا نام ہے۔ تبدیلی کی نسبت سے زمانے پیدا ہوتے ہیں اور تبدیلی کی نسبت سے رفتاریں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن جو حرکت کرنے والا ہے وہ بھی جب ایک کھڑی چیز کو دیکھتا ہے تو بعض دفعہ وہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ حرکت کر رہا ہے ہم نہیں کر رہے۔ چنانچہ ہم بچپن میں خاص طور پر گاڑیاں جب اسٹیشن میں داخل ہوتی تھیں تو بڑے شوق سے یہ دیکھا کرتے تھے چیز۔ ایک گاڑی کو دیکھتے ہیں، دیکھتے دیکھتے لگتا تھا کہ ہم کھڑے ہیں وہ حرکت کر رہی ہے۔ اللہ کے تعلق میں جہاں افعال کا ذکر ملتا ہے اور زمانے کا تصور پیدا ہوتا ہے وہ صرف مخلوق کے حوالے سے ہے ورنہ خدا کی ذات میں کوئی زمانہ نہیں ہے۔

اس پر غور کرتے ہوئے پھر میری توجہ اور بہت سے امور میں سے سورہ فاتحہ کی طرف مبذول ہوئی تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ خدا کی ایک عظیم سورۃ جہاں تک خدا کا تعارف کروا رہی ہے اس میں کوئی زمانے کا ذکر نہیں ملتا۔ "بسم اللہ الرحمان الرحیم" کوئی زمانے کا ذکر نہیں۔ پھر فرماتا ہے "الحمد للہ رب العالمین" کوئی زمانے کا ذکر نہیں۔ "الرحمان الرحیم" پھر کوئی زمانے کا ذکر نہیں۔ "مالک یوم الدین" کوئی زمانے کا ذکر نہیں۔ مالک ہے اصل اور جہاں بندے کی بات شروع ہوئی وہاں زمانہ آگیا۔ "ایاک نعبد وایاک نستعین" یعنی مخلوق جب خدا سے تعلق جوڑتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ اللہ ایک زمانے میں حرکت کر رہا ہے حالانکہ وہ مخلوق کا زمانہ ہے، مخلوق دیکھ رہی ہے اصل میں اور خدا ازلی و ابدی اسی طرح غیر مبدل ہے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے یاد آیا کہ بہت ہی پرانی بحث زبان کے فلسفیوں نے اٹھائی تھی اور افلاطون اور ارسطو بھی اس بحث میں الجھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ چیز جو حرکت کرتی ہے اس کی انرجی ضائع ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ میں حرکت ہے کوئی اور اگر تخلیق میں خدا تعالیٰ کی حرکت کا تعلق ہے تو پھر وہ کامل خدا نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ کا خدا نہیں ہو سکتا۔ اس بحث کو اٹھا کر انہوں نے کچھ جوابات دینے کی کوشش کی ہے مگر جو خدا کے قائل ہیں ان دونوں میں سے خاص طور پر۔ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری سمجھ سے بالا سہی لیکن خدا تعالیٰ کا ارادہ بغیر حرکت کے ہے اور وہ حرکت پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہی مضمون ہے حقیقت میں جو صفات باری تعالیٰ یا اسماء کے ساتھ تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں مگر جب وہ کل مخلوق پیدا کرتا ہے تو مخلوق کے ساتھ ایک زمانہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اب دل دھڑکتے ہیں تیز رفتاری کے ساتھ اور ان کے ساتھ ایک انسان کا ایک زمانہ بنتا ہے۔ چھوٹے جانوروں کے دل زیادہ تیز رفتاری سے دھڑکتے ہیں ان کی عمریں بھی چھوٹی ہیں اور ان کا زمانہ اور ان کے پیمانے بھی مختلف ہیں۔ اور یہی مضمون ہر چیز پر حاوی ہے یہاں تک کہ سائنس دانوں نے میرا دماغ اس طرف بھی پھر گیا کہ، جو پروٹان کے متعلق خیال پیدا کیا تھا ایک زمانے تک اس خیال پر قائم رہے کہ ازلی ابدی ہے، وہ آغاز میں تو اس کو ازلی نہیں کہتے تھے مگر ابدی ضرور مانتے تھے، کہتے تھے کہ یہ مٹ نہیں سکتا۔

مگر صفات الٰہی اور اسماء الٰہی پہ اس نظریے سے غور کیا جائے جو میں پیش کر رہا ہوں تو ناممکن ہے کہ کوئی مخلوق بغیر تبدیلی کے ہو۔ ہر مخلوق میں لازماً تبدیلی ہے اس لئے یا وہ ترقی کر رہی ہے اور آگے بڑھ رہی ہے یا وہ تنزل اختیار کر رہی ہے اور اس میں Decay شروع ہو گئی ہے تو پروٹانز کے متعلق یہ خیال کہ وہ ترقی کر رہے ہیں یہ تو سارے سائنس دان اس کو رد کرتے ہیں کہتے ہیں سوال ہی نہیں ترقی نہیں کر رہے اس میں کچھ اضافہ نہیں ہو رہا۔ اس لئے دوسری بات لازماً صادق آتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی پہلو سے کم ہو رہے ہیں۔ کوئی تبدیلی ان کے اندر ہو رہی ہے۔ اور آج کے دور میں اب تمام Physicist جو چوٹی کے ہیں وہ اس بات کو تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ ابھی تک ہمیں تجرباتی طور پر اس کا معین ثبوت نہیں مل سکا کہ پروٹان کی عمر کتنی ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی بھی عمر ہے۔

جو چیز پیدا ہوتی ہے اس میں تبدیلی لازم ہے اور دائمی حالت صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو زمانے کے امام ہیں۔ پرانے فقہاء، مفسرین، اہل علم اگر اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے اس نکتے کو نہ پا سکے ہوں تو یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی یہ روشن نہ فرمایا ہو۔ تو میں نے ہدایت کی کہ مجھے اس مسئلے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تحریریں فوراً مہیا کریں۔

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

تمام تو شاید نہ ہوں مگر جو ملی ہیں ان میں بعینہ میری بات کا جواب مل گیا ہے اور یہ بھی اللہ کی شان ہے اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم نشان ہے۔ آپ کی یہ تحریر آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

خدا نے آدم کو کیا نام سکھائے یہ بحث تھی۔ اس بحث میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک موقف اختیار فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور موقف تھا۔ اسماء کے متعلق جو غیر اللہ کے اسماء ہیں۔ ان کے متعلق بہت سب بحثیں پائی جاتی ہیں کہ آدم کے حوالے سے وہ کون سے اسماء تھے جو سکھائے گئے۔ بعض کہتے ہیں وہ اسماء الٰہی تھے اور اگر وہ اسماء الٰہی تھے تو پھر ایک اور مضمون شروع ہو جائے گا۔ سردست میں دوسرے حصے سے متعلق بات کرتا ہوں کہ اسماء کیا ہیں اور کیسے ان کو پہچانا جائے اور آدم کو جو اسماء سکھائے گئے وہ کیا تھے۔

حسن خدا کے اسماء سے پھوٹتا ہے اور اسماء الٰہی کا جو حسن ہے اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا

اگر یہ صرفی نحوی تعریف لفظ اسم پر جاری کی جائے تو فعل اور اسم اور حرف میں ایک تفریق ہو جائے گی اور لازماً ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی فعل نہیں سکھایا، کوئی حرف نہیں سکھایا صرف اسماء کی بات کی اور وہیں بات ختم کر دی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات میں داخل ہو کر جو بات فرما رہے ہیں وہ حیرت انگیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عارفانہ کلام ہے۔ فرماتے ہیں:۔

" خدا نے آدم کو نام سکھائے۔ پس یہ سکھلانا کئی باتوں پہ دلالت کرتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ نے کلمات کو مسمیات کے ذریعہ سے سکھلایا اور مسمیات سے مراد ہمارے ایسے امور ہیں جن کا بیان کرنا اشارات کے ذریعہ سے ممکن ہو خواہ وہ فعل ہوں یا اسماء مخلوقات میں سے ہوں۔ اور پھر دوسرا امر یہ ہے کہ حقائق اشیاء اور ان کے جو چھپے ہوئے خواص ہیں وہ زبان عربی میں سکھلائے گئے "۔

یہ فرمانے کے بعد اس مضمون کو آپ نے بندوں کے تعلق میں یوں بیان فرمایا کہ جہاں تک بندوں کے اسماء کا تعلق ہے ان میں فعل اور حرف کی کوئی تفریق نہیں کی جا سکتی۔ زمانے کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اگر تو یہ بات کہے کہ نحویوں نے لفظ اسم کو اسمائے مخصوصہ سے خاص کیا ہے یعنی وہ اسماء جن کے واسطے معانی ہیں اور تین زمانوں میں سے کسی سے اختراع نہیں رکھتے "۔

اگر تو یہ بات کہے اور کہے کہ آپ نے کس طرح اسماء میں افعال بھی داخل کر لئے۔ سارے مضمون داخل کر لئے جبکہ نحوی تو یہ تعریف کرتے ہیں کہ اسماء میں زمانہ نہیں پایا جاتا تو چونکہ یہ مخلوقات کی بحث ہے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں:

" جواب اس کا یہ ہے کہ اس فرقہ کی اصطلاح ہے اور جب ہم حقیقی طور پر نظر کریں تو یہ اصطلاح ساقط الاعتبار ہے "۔

اگر تم اسم کے معنوں پر حقیقی معنوں میں غور کرو، ایک اصطلاحی معنوں کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ دیکھو ان کا دعویٰ درست ہے کہ نہیں کہ اسم میں زمانہ نہیں پایا جاتا تو یہ بات گہرے غور سے قطعاً غلط ثابت ہوتی ہے تو وہ اسماء جو مخلوق کے اسماء ہیں ان میں لازماً زمانہ پایا جاتا ہے۔ تین طرح سے یہ زمانہ پایا جاتا ہے۔ ایک اس کا اول بھی ہے، اس کا آخر بھی ہے۔ دوسرا اس میں مخلوق ہوتے ہی تبدیلی شروع ہو جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ کوئی چیز خلق ہو اور تبدیلی نہ ہو رہی ہو اس میں۔ اور تبدیلی نام زمانے کا ہے۔ تبدیلی اٹھا دو تو زمانہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس وقت کوئی آزاد چیز نہیں ہے جسے پیدا کیا گیا ہو۔ وقت ایک تخلیقی صفت ہے اور خالق جو تخلیق کرتا ہے وہ اس صفت کے تابع نہیں ہے، اس سے بالا ہے۔

پس اللہ کی ذات میں کوئی زمانہ نہیں ہے وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا۔ یہ معنی ہے اس کا کہ جس میں تبدیلی نہیں ہو رہی اس میں زمانہ کیسے ہو سکتا ہے اور جس میں تبدیلی نہیں ہو رہی اس کا ازل سے ہونا ایک لازمی منطقی نتیجہ ہے، اس کے سوا بن ہی نہیں سکتا۔ پس ایک ہی ذات ہے جو ازلی کہلا سکتی ہے جس میں تبدیلی نہ ہو رہی ہو اور ہر وہ ذات جو تبدیل ہو رہی ہے اس کا لازماً کوئی آغاز ہے اس کے بغیر وہ بات شروع ہی نہیں ہو سکتی اور اس اصل کو تو دنیا کے تمام محقق اور منطقی اور فلسفی اور سائنس دان تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ چیز جو تبدیل ہو رہی ہے اس کا آغاز کہیں ہمیں ملے گا، کہیں اس کا کنارہ ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی حیثیت سے زمانوں سے بالا ہے اور وہی ایک ذات ہے جو ہمیشگی رکھتی ہے۔ نہ اس کا پہلے کوئی کنارہ ہے نہ اس کا آخر پر کوئی کنارہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو اقتباسات اکٹھے ہوئے ان میں بہت سے ایسے ہیں جو اس مضمون کو بہت ہی زیادہ حیرت انگیز روشنی کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔

لیکن ایک دوسرا پہلو جو اس کا ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ غور آگے بڑھتے رہنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس پہلو سے تخلیق کے مسائل پر غور کیا جائے اور وہ چیز جو فانی ہے ان کے متعلق یہ تلاش کرنا کہ انہیں کس حد تک بقا کیسے مل سکتی ہے، یہ ایک مسئلہ ہے جو ہمارے لئے ترقی کی بہت سی راہیں کھول سکتا ہے۔ لیکن سردست میں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سناتا ہوں جو نور ہی نور ہیں سراپا اور اس مضمون کو ہر اقتباس مزید کھولتا چلا جاتا ہے۔

پرانی تحریریں نام سے جو آپ کی کتاب روحانی خزائن جلد ۲ میں ملتی ہیں اس میں ہے:

" اس کے لئے تمام اسماء حسنہ ثابت ہیں یعنی جمیع صفات کاملہ جو باعتبار کمال قدرت کے عقل تجویز کر سکتی ہے اس کی قدرت میں جمع ہیں "۔

یعنی اسماء الٰہی سے مراد یہ ہے کہ اسماء حسنہ اور قرآن کریم نے الحسنٰی کے تابع جو اسماء الٰہی کو بیان فرمایا ہے اسی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسم الٰہی کی تعریف میں اسم حسن داخل سمجھتے ہیں اور یہی درست ہے۔ اور اس پہلو سے آپ فرماتے ہیں کہ عقل صفات کاملہ کے متعلق جو کچھ بھی غور کر سکتی ہے، جہاں جہاں بھی پہنچے گی وہ تمام صفات کاملہ اسماء الٰہی کی صورت میں موجود دکھائی دیں گے۔ ان سے نہ انسان آگے نکل سکتا ہے، نہ پیچھے رہ سکتا ہے، کوئی ایسا حسن کامل کا تصور انسان باندھ ہی نہیں سکتا جو اسماء الٰہی میں نہ ملتا ہو۔

اسماء الٰہی پر اگر آپ غور کریں تو ازلی ابدی ہیں اور تمام زمانے ان چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مخلوقات ہیں

پھر فرماتے ہیں:

" خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنی ازلی ابدی صفات کے موافق کام کرتا ہے اور اگر ہم دوسرے لفظوں میں انہیں ازلی ابدی صفات پر چلنے کا نام قانون الٰہی رکھیں تو بے جا نہ ہو گا۔ مگر ہمارا کلام اور بحث اس میں ہے کہ وہ آثار صفات ازلی ابدی یا یوں کہو کہ وہ قانون قدیم الٰہی محدود یا معدود کیوں مانا جائے۔ ہاں بے شک یہ تو ہم مانتے ہیں اور مان لینا چاہئے کہ جو کچھ صفتیں جناب الٰہی کی ذات میں موجود ہیں انہی صفات غیر محدود کے آثار اپنے اپنے وقتوں میں ظہور میں آتے ہیں نہ کوئی امر ان کا غیب۔ اور وہ صفات ہر یک مخلوق ارضی و سماوی میں مؤثر ہو رہی ہیں "۔

یہ جو مضمون ہے یہ بہت گہرا مضمون ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کل عالم میں اس وقت جو عید کا خطبہ سن رہے ہیں، ہو سکتا ہے اس پہ اگر ان کو بیان کرنے کی، سمجھانے کی کوشش کروں تو بہت زیادہ وقت اس بات کو سمجھانے پر لگ جائے۔ لیکن یہ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ صفات کا جلوہ جس کا ذکر ہے وہ بھی زمانے سے آزاد ہے اور زمانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ مضمون بظاہر ایک الجھن والا مضمون ہے، مشکل پیدا کرتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں آپ جوں جوں پڑھیں گے آپ پر یہ بات کھلتی چلی جائے گی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کل یوم ھو فی شان ○ فبای الاء ربکما تکذبان" (الرحمان: ۳۰، ۳۱)۔ ہر دن، ہر وقت وہ ایک شان میں ہے " فبای الاء ربکما تکذبان " تو اللہ کی کن کن نعمتوں کی، اے دونوں چھوٹو، بڑو۔ اے بڑے لوگو اور چھوٹے لوگو! اے جن و انس! کن کن نعمتوں کا تم انکار کرو گے۔ "شان" چاہتی ہے ایک دیکھنے والے کو۔ ایک یہ "شان" کا پہلو ہے۔ پس دیکھنے والے کے لحاظ سے اگر تمام صفات الٰہیہ جامد دکھائی دیں اور کھڑی نظر آئیں تو ایک نہایت ہی طبیعت کو اکتا دینے والا منظر اٹھتا ہے۔ ایک جامد ساکت چیز ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں، کچھ رونما نہیں ہو رہا۔ لیکن تخلیق کے لحاظ سے جو "شان" ابھرتی ہے "شان" میں حرکت نہیں ہے۔ "شان" کا ذاتی طور پر وقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر جب وہ جلوہ دکھاتی ہے تو دیکھنے والے چونکہ مخلوق ہیں اس لئے وہ جلوہ ایک وقت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو نئی تخلیقات ہو رہی ہیں وہ بھی اسی جلوے کا مظہر ہیں جو دائمی جلوہ ہے اور بیک وقت تمام صفات مسلسل کارفرما ہیں۔ یہ غلط تصور ہے کہ کوئی معطل ہو جاتی ہے۔ اگر معطل ہوتی ہے تو وقت کے ساتھ پابند ہو گئی لیکن وہ کن معنوں میں بیک وقت جلوہ فرما ہیں اور اس کے باوجود وقت سے آزاد ہیں، یہ ہے وہ دلچسپ پہلو جو قابل غور ہے۔

"کل یوم ھو فی شان ○ فبای الاء ربکما تکذبان" ہر یوم ایک نئی شان کے ساتھ تم اس کو دیکھو گے۔ دراصل ایک پہلو اس کا یہ ہے کہ انسان کی اپنی شانیں اور حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور ایک خاص

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

شان کے ساتھ، کبھی اس شان کے ساتھ، کبھی اس شان سے تو پھر یہ مضامین پیدا ہوتے ہیں۔ تو انسان کا مزاج بدلتا ہے اور ہر مزاج کے لئے خدا کی ایک شان اس کو دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ مخلوق کا مزاج بدلتا ہے اور اس کی ضرورتیں تبدیل ہوتی ہیں، زمانے تبدیل ہوتے ہیں تو اس وقت خدا کی شان پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس وقت وہ نئی شان دکھائی دینے لگتی ہے اور کارفرما نظر آتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مختلف اپنی تحریرات میں کھولا ہے۔ خواہ کسی کو غور کا موقع ملے یا نہ ملے مگر حیرت انگیز تحریریں ہیں جو صفات باری تعالیٰ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں ملتی ہیں۔

اس پہلو پر غور کرتے ہوئے اب لفظ آدم کی طرف بھی میری توجہ گئی۔ یہ میں مختصر اشارے کر رہا ہوں۔ یہ ساری باتیں جو میں بیان کر رہا ہوں اس پر سیر حاصل گفتگو نہیں کر رہا بلکہ آپ کے دماغوں میں بھی کھڑکیاں کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ان کھڑکیوں سے آپ بھی دیکھیں تو حیرت انگیز جلوے آپ کو دکھائی دیں گے۔ یہ جب میں نے غور کیا کہ آدم کون ہے جس کو اسماء سکھائے گئے تو ایک پہلو تو پہلے آدم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آدم کے ذکر میں دنیاوی علوم کے سرچشمے اس کو عطا کئے گئے، یہ ترجمہ فرمایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ باتیں سکھائی گئیں، مسمیات سے مراد یہ ہے کہ جن کو بغیر کسی اور زبان کے اشاروں کی زبان سے سمجھا کر ان کا مطلب اس پر روشن کیا جاسکتا ہے۔

یہ جو مضمون ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل روحانی طور پر آدم کہلانے کے مستحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور اس نسبت سے آدم ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنتے ہیں

یہ جب میں نے پڑھا تو حیران رہ گیا کہ ہم نے جو ایم۔ ٹی۔ اے۔ پہ زبانیں سکھانے کا پروگرام شروع کیا ہے وہ یہی تو ہے اور اس کی تائید حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں ہمیں ملتی ہے۔ دوبارہ سنیں تو یوں لگتا ہے جیسے اس بات کو سامنے رکھ کر حضرت اقدس وہ بیان فرما رہے ہیں:

> "مسمیات سے مراد ہمارے ایسے امور ہیں جن کا بیان کرنا اشارات کے ذریعے سے ممکن ہو۔ جن امور کا بیان کرنا اشاروں کی مدد سے ممکن نہ ہو ان کو ہم مسمیات نہیں کہتے"۔

یہ مضمون بہت گہرا ہے اس وجہ سے کہ آدم کو تو زبان آتی کوئی نہیں تھی۔ وہ جو پہلا آدم ہے اس کو تو کوئی زبان نہیں آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کیسے سمجھایا۔ جب تک آدم کی صلاحیت میں یہ بات موجود نہ ہوتی کہ وہ اشاروں کی زبان سمجھتا اور وہ مضامین اشاروں سے سمجھائے نہ جاسکتے تو پھر آدم اللہ تعالیٰ سے کوئی علم نہیں سیکھ سکتا تھا۔ اور ان مضامین میں آپ نے افعال کو داخل فرمایا اور افعال کو داخل فرمانے کے بعد اس نحوی تعریف کی غلطیوں کی طرف اشارہ کیا کہ زمانہ تو ہر مخلوق میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے اب اس تعریف کو مخلوقات پر چسپاں کیا ہی نہیں جاسکتا۔ غور کر کے دیکھ لو تمہیں سمجھ آئے گی کہ وہ بالکل بودی تعریف ہے اس پہلو سے تو اب جب ایم۔ ٹی۔ اے۔ کی طرف میری توجہ گئی تو میں نے دیکھا کہ ہم یہی تو کام کر رہے ہیں جو آدم نے شروع کیا تھا یعنی آدم سے اللہ تعالیٰ نے جو سلوک فرمایا جس طرح اسے علوم عطا فرمائے اور سمجھائے یہی کوشش ہم زبانوں کے متعلق کر رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے چل کر زبانوں کے حوالے سے کہتے ہیں کہ عربی زبان اللہ تعالیٰ نے آدم کو براہ راست اشاروں کے ذریعے سکھائی اور جوں جوں مطالب آگے بڑھے تو زبان اپنے آپ کو خود پھر Build کرنے لگ گئی ہے اور زیادہ مضامین میں طاقت پیدا ہوتی چلی گئی ہے۔

لیکن دوسرا پہلو ایک اور آدم کا ہے وہ آدم روحانی آدم ہے۔ پس اسماء الٰہی کے ساتھ بھی اس مضمون کا ایک تعلق ہے، محض دنیاوی علوم کا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں بھی دنیاوی علوم کی بات کی ہے وہاں پہلے آدم کا ذکر فرمایا ہے اور بڑی واضح تفریق کی ہے۔ روحانی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی آدم ہیں۔ پس وہ آدم جس کا آغاز ہوا ہے شروع میں ایک سرچشمے کے طور پر، وہ اپنے درجہ کمال کو پہنچا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں۔ اور محمد مصطفیٰ جو آدم ہیں آپ پر یہ آیت کریمہ پوری طرح صادق آتی ہے اگر اسماء سے مراد صفات باری تعالیٰ ہیں۔ "علم آدم الاسماء کلھا" اللہ نے آدم کو تمام اسماء سکھائے کوئی باقی نہیں چھوڑا۔ پس یہ دونوں طرح سے آیت سمجھی جاسکتی ہے۔ اول یہ کہ آدم کو جو دنیاوی باتیں سکھائی گئیں اور علم کی ترویج جب تک دنیاوی علوم کے ذریعہ سے نہ ہو وہ روحانی علوم میں آدم داخل ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ زبان سکھانا، مفاہیم کو سمجھنا، مفاہیم کو ادا کرنا اور چیزوں کی کنہہ، ان کے فلسفے کو سمجھنا، یہ باتیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے پہلے آدم کو عطا کی تھیں اور اسی سے پھر آگے سلسلہ مضامین شروع ہوا ہے۔

اور جہاں تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تعلق ہے "اسماء کلھا" سے مراد صفات باری تعالیٰ تمام تر ہیں۔ اور جب ہم تمام تر کی بات کرتے ہیں تو وہی زاویہ جو مخلوق کا زاویہ ہے اس کو نظر انداز کر کے بات نہیں کر سکتے ورنہ خدا تعالیٰ کے لامتناہی ہونے پر ایک زد پڑ جاتی ہے۔ پس یاد رکھیں کہ وقت بھی مخلوق کے زاویے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور مخلوق کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جو صفات کا مضمون ہے وہ بھی لامتناہی ہے۔ مگر مخلوق اپنے دائرے سے جب دیکھتی ہے تو اتنی صفات کو سمجھ سکتی ہے جو مخلوق کے انتہائی دائرے سے تعلق رکھتی ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔

تو "کلھا" سے مراد یہ ہے کہ بشر کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں عطا فرمائیں انسان کامل انہیں صلاحیتوں کے ساتھ ابھرا ہے اور انہی صلاحیتوں کے کمال ارتقاء کے نتیجے میں انسان کامل جو اصل آدم روحانی ہے وہ پیدا ہوا ہے۔ یہ ترجمہ کرنا اس لئے درست بلکہ اول ترجمہ ہے کہ قرآن کریم میں جو بحث اٹھی تھی وہ تو خلیفہ کی بحث تھی اور فرشتے یہ کہہ رہے تھے، آدم کا تو ذکر بھی کوئی نہیں تھا، فرشتے یہ کہہ رہے تھے کہ جب خلیفۃ اللہ تو بنائے گا تو تیری نمائندگی سے جو سرکش انسان ہے وہ انکار کرے گا اور اس کے نتیجے میں زمین میں فساد ہوگا اور خون بہایا جائے گا۔ اس کے ذکر میں یہ فرمانا کہ "علم آدم الاسماء کلھا" اگر اول طور پر وہ خلیفہ اول مراد نہیں جو زمانے کے لحاظ سے اول ہے یعنی مرتبے کے لحاظ سے اول ہے اور فائق ہے اور مقصود کے لحاظ سے آخر ہے اس وقت تک اس مضمون کا ربط نہیں پیدا ہوتا۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ فرشتوں کو کہا کہ تمہیں تصور بھی نہیں ہے کہ خلیفۃ اللہ کیا چیز ہے جو میں پیدا کرنے والا ہوں۔ صفات الٰہی میں تمہارا علم محدود ہے اور اس کا علم تمہارے علم سے بہت زیادہ ہے۔ تو تم جو کہتے ہو کہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تحمید کرتے ہیں، اس تسبیح اور تحمید کے سامنے اس کی کیا حیثیت ہے جو میرا بندہ محمدؐ رسول اللہ آ کے کرے گا اور وہ آدم ہے محمدؐ رسول اللہ، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام اسماء حسنہ سکھا دئے یعنی وہ تمام اسماء حسنہ جن کا بندوں سے تعلق ہے انسان کے درجہ کمال تک پہنچنے سے تعلق ہے۔ اور جب تمثیلی صورت میں ان باتوں کو دکھایا گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات سے تعلق رکھتی تھیں اور خدا سے تعلیم پانے کے بعد جو واقعات رونما ہونے تھے، وہ واقعات ہیں جن پر "ھم" کی طرف اشارہ ہے اور جو کشفی نظارہ فرشتوں کو دکھایا گیا اس وقت انہوں نے تسلیم کیا کہ ہمیں تو کوئی علم نہیں، جتنا تو ہمیں دے وہی تو علم ہے ہمارا، بس اس سے زیادہ نہیں۔ تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ علم کا سرچشمہ صرف اللہ ہے اور اللہ ہی ہے جو علم دیتا ہے ورنہ ذاتی علم کی رعونت رکھنے والا جاہل اور ابلیس ہے اور ابلیس کی بات کا بھی جواب بیچ میں آگیا کہ تم کس بات پہ تکبر کر رہے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

فرشتے جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی

وہ ایسی ذات ہے جس کی حضرت میں فرشتے اقرار لاعلمی کرتے ہیں مگر شیطان علم کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر شیطان کو تو رد فرما دیا کہ تو اس لائق ہی نہیں کہ تجھ سے گفتگو اور بحث کی جائے۔ مگر فرشتوں کو یہ مضمون سکھایا کہ محمدؐ رسول اللہ کو جو اسماء کا علم دیا جائے گا وہ بہت عظیم الشان علم ہے اور اس پہلو سے جب انسان مجھے دیکھے گا تو میں زیادہ تسبیح کے لائق دکھائی دوں گا، میں زیادہ تحمید کے لائق دکھائی دوں گا۔ اصل میں میری شان اس وقت پوری طرح ظاہر ہوگی اس لئے تم اسے بیکار کیوں سمجھ رہے ہو۔

یہ جو مضمون ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل روحانی طور پر آدم اول کہلانے کے مستحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور اس نسبت سے آدم ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنتے ہیں۔ اگر حضرت محمدؐ رسول اللہ کے وقت سے دیکھا جائے اور آپ پر جو علوم روشن ہوئے ہیں اسماء کے، ان کو سمجھنے کے اعتبار سے دیکھا جائے، تو یہ ایک دعویٰ نہیں آپ تمام کتب سابقہ کا جو علماء نے لکھی ہیں مطالعہ کر کے دیکھ لیں، اسماء پر جو روشنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈالی ہے اس کا عشر عشیر بھی کہیں دکھائی نہیں دے گا۔

پس "اسماء کلھا" اول طور پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سکھائے گئے اور روحانی دنیا کے آپؐ ہی آدم بنتے ہیں۔ اور آپ کی غلامی میں آئندہ زمانے میں جب آپ کا نور منتشر فرمانا تھا اور تمام دنیا کے اندھیروں کو روشنی میں بدلنا تھا اس وقت ایک آدم ثانی پیدا کیا گیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اسماء کا علم آپؑ کو عطا کیا گیا۔

اس رویا سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے زمانے میں اس علم کو مزید ترقی دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ از سرنو

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR

KHAYYAMS

280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 081 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

اسماء کا علم سکھانے کا ایک دور شروع فرما چکا ہے۔ اور سائنس کی دنیا میں بھی اور مذہب کی دنیا میں بھی نئے نئے امور اسماء الٰہی کی روشنی میں دریافت ہونگے۔ اور ان کی کنہ اور حقیقت پر نئی روشنی پڑے گی۔

وقت چونکہ کچھ زیادہ ہو رہا ہے۔ اور ابھی کچھ کام باقی ہیں۔ وقت تو ہمارے پاس ویسے زیادہ ہے لیکن کچھ ایسی مشکلات ہیں جن کے پیش نظر ہمیں نسبتاً جلدی ختم کرنا ہو گا۔ ایک جمعہ ہے آج اور جمعہ میں نے ان کو ہدایت کی تھی کہ جتنا پہلے پڑھا جا سکے اتنا پہلے پڑھا جائے اس لئے بارہ بجے سورج ڈھل جاتا ہے اور پانچ منٹ بعد جمعہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو ہمیں جمعہ اس وقت پڑھنا چاہئے کیونکہ بہت سے دوست ہیں جنہوں نے ابھی عید منانی ہے یعنی ظاہری طور پر عید منانی شروع نہیں کی۔ اسماء الٰہی سے تو خوراک حاصل کر رہے ہیں لیکن وہ مسمیات میں جب جلوہ گر ہوتے ہیں اسماء الٰہی اور غذا بنتے ہیں جسم کی، تو اس وقت اس کا بھی تو ایک لطف ہے، اس لئے ہمیں کچھ وقت مہیا کرنا چاہئے۔ تو انشاء اللہ بارہ بجے کے بعد جلد ہم جمعہ شروع کر دیں گے اور مختصر خطبہ ہو گا اس کے بعد پھر آپ مصروف ہو جائیں اپنی دلچسپیوں میں۔ افریقہ کی طرف سے ہمیں ایک پرزور درخواست ملی ہے کہ ہمارے آپ نے صرف چار گھنٹے رکھے ہوئے ہیں اس ساری تقریب کو یا چار گھنٹے کے اندر ختم کریں یا ہمارا وقت بڑھائیں۔ یہ مجبوری ہے جو اب مجھے اس مضمون کو ختم کرنا پڑتا ہے۔ انشاء اللہ، اس کے بیچ میں اور کام بھی ہیں، آپ سے مصافحے کرنے ہیں۔ خواتین کی خواہش ہوتی ہے کہ چند منٹ کے لئے میں ان کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر السلام علیکم کہوں اور پھر جمعہ بھی پڑھنا ہے۔ اس پہلو سے اب اگر ختم کر دیا جائے اس مضمون کو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

> **اس رویا سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے زمانے میں اس علم کو مزید ترقی دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ از سر نو اسماء کا علم سکھانے کا ایک دور شروع فرما چکا ہے**

اس خطبے کو ختم کرنے سے پہلے میں اپنی طرف سے، آپ سب کی طرف سے تمام دنیا کے احمدیوں کو خصوصاً ان کو جو اس وقت براہ راست ہماری مجلس میں شامل ہیں محبت بھرا اسلام پہنچاتا ہوں اور عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ وہ جو محروم ہیں ان کی خدمت میں سننے والوں کی وساطت سے یہ السلام علیکم اور عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اس کثرت سے باہر سے فیکسز اور فون ملے ہیں جن میں سے ہر ایک پر میں نظر ڈال چکا ہوں اور میرا دل ان کے پرخلوص جذبات کے نتیجے میں ان سے کم جذبات سے بھرا ہوا نہیں تھا بلکہ اور بھی اچھلا ہے ان کی محبت اور ان کے تعلق کے خیال سے۔ تو اس لحاظ سے میں ان کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس یا میرے سٹاف کے پاس فرداً فرداً ہر ایک کو خط لکھ کر جواب دینا ممکن نہیں ہو گا مگر میں اس عید کے پیغام میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ عیدیں آپ سب کے لئے بھی مبارک کرے۔

عید کی دعاؤں میں اپنے مظلوم بھائیوں کو تو یاد رکھیں گے آپ، جیسا کہ میں کل کی دعا میں آپ کو تاکید کر چکا ہوں۔ ایک بات میں کہنی بھول گیا تھا کہ عید کی دعاؤں میں اپنی آنے والی نسلوں کو بھی یاد رکھیں کیونکہ جو اچھے کام خدا نے ہماری نسل کو توفیق عطا فرمائی ہے وہ ایک سال یا دو سال کے کام نہیں وہ سینکڑوں سال اپنی تکمیل کے لئے چاہتے ہیں۔ تو یہ دعا کریں کہ اللہ ہماری نسلوں کو راہ راست پر قائم رکھے کیونکہ نسلوں کا انجام ہی ہے جو دراصل ایک نیک آدمی کی کوششوں کا پھل ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی نیک آدمی کی کوششیں اپنی ذات تک محدود رہ کر ختم ہو جائیں اور اس کی اولاد ان نیکیوں کو جاری نہ رکھے تو بڑی محرومی ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(الفرقان:)

"ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا" بیوی جب کہے گی تو ازواج میں خاوند شامل ہونگے، خاوند جب کہے گا تو ازواج میں عورتیں، اس کی بیوی شامل ہو گی۔ "ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا" اور ہماری آئندہ نسلوں کے لحاظ سے بھی ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچا۔ اور آنکھوں کی ٹھنڈک کیا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ دنیا میں ترقی کر جائیں وہ ترقی تو عارضی چیز ہے اور مومن کی آنکھیں محض دنیا کی ترقی سے ٹھنڈی نہیں ہوا کرتیں۔ فرمایا وہ آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما "واجعلنا للمتقین اماما" کہ ہم متقیوں کے سربراہ کے طور پر تیرے حضور حاضر ہوں۔ جب مریں تو تیری نظر میں متقی کہلانے والے ہوں۔ ایسے متقی جو خود ذات میں متقی نہیں بلکہ جن کی نسلیں متقی ہیں جن کے جلوس سے آگے ہم کھڑے ہیں یا تیرے حضور حرکت کر رہے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو میں بار بار بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مصرعہ میں بیان فرماتے ہیں اور حیرت انگیز طور پر دل پر اثر انداز ہونے والا یہ شعر ہے کہ ۔

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

میں اپنی اولاد کو اس حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ ان کو متقی دیکھ رہا ہوں۔ تو یہ ایک بہت ہی ضروری دعا تھی جو میں کل یاد نہیں کرا سکا اور مجھے بھی یاد نہیں آئی۔ تو اس عید کی دعاؤں میں اپنی آنے والی نسلوں کو ضرور یاد رکھیں۔ قیامت تک یہ نیکیوں کے سلسلے جاری رہیں اور وہ لوگ ترقی کرتے چلے جائیں۔ اپنے سے مزید ترقی کی دعا کرنا اگر آپ دل پر غور کریں تو مشکل کام ہے۔ یہ کہنا کہ اگلی نسلیں ہم سے آگے نکل جائیں ایک مشکل دعا ہے مگر جس کو اللہ اور اس کے پیغام سے محبت ہے وہ یہ دعا کرنا سیکھ ہی لیتا ہے۔

پس آئندہ کے لئے یہ دعا کرنا کہ ہماری نسلوں سے بھی بہتر نسلیں پیدا ہوں یہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سچی محبت کی دلیل ہو گا۔ اس لئے دعا یہ کریں اور سلسلے کے جتنے بزرگ ہیں جنہوں نے عظیم کام کئے ہیں اور خدا سے عظیم کاموں کی توفیق پائی ہے ان کی اولادوں کے لئے بھی۔ اپنی اولادوں تک دعا کو محدود نہ رکھیں۔ تمام ایسے بزرگ جن کی اولادیں آج جاری ہیں احمدیت میں خدمت کی توفیق پا رہی ہیں اللہ ان کو خدمت کی راہوں پر مستحکم رکھے اور انہی راہوں پر آگے بڑھائے۔ اور جب یہ مریں تو یہ بھی اگلوں کا تقویٰ دیکھتے ہوئے مریں۔ اس دعا کو بھی آپ اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں۔

تمام احمدیت کی راہ میں تکلیف اٹھانے والوں کو بھی السلام علیکم اور عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ بڑوں، چھوٹوں، عورتوں اور بچوں کو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہر جگہ پرانے پیغامات کو یاد رکھتے ہوئے غریبوں کی خدمت کے خصوصی پروگرام بنائے ہوں گے۔ سیرالیون کی جماعت کو خاص طور پر میں نے ہدایت کی تھی اور وہاں سے جواب بھی مل گیا ہے کہ جو مفلوک الحال ہیں، جو اپنے گھر بار چھوڑ کر مجبور ہو کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے ہیں، کوئی ان کا پرسان حال نہیں اور بہت ہی زیادہ تنگی کی حالت میں ہیں، ان کے لئے عید کا دن تو کم سے کم ایسا بنائیں کہ ایک وقت تو ان کو پیٹ بھر کر کھانا میسر آئے۔ تو پہلے انہوں نے چھوٹے اندازے بھیجے میں نے کہا نہیں میں بڑی بات کر رہا ہوں پھر اور میں نے کہا اور کریں جہاں تک توفیق ہے آپ کھلائیں اللہ تعالیٰ رقم مہیا کر دے گا تو ان کی طرف سے اطلاع مل گئی ہے کہ ہم نے اپنے انتظام کو بہت پھیلا دیا ہے آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ کوشش یہی ہو گی کہ ہمارے دائرے میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے اور عید کے دن اسے اچھا کھانا میسر آ جائے۔ تو کھانا بھی میسر آئے۔ روحانی پیغام بھی پہنچائیں۔ مگر کھانے کے ساتھ منسلک کر کے نہیں۔ روحانی پیغام کا مضمون الگ ہے اور غربت کی انتہا کے وقت خدمت کے ساتھ پیغام دینا جائز نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس وقت نہ جوڑیں۔ اپنی تبلیغی مہم الگ جاری رکھیں اور خدمت کے کام الگ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب امور کی بہترین توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد قبل از دعا حضور انور نے فرمایا:

میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی تحریرات پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا مگر وقت چونکہ ختم ہو رہا تھا اس لئے انشاء اللہ آئندہ جمعہ پر میں رکھتا ہوں۔ وہ جو پہلا مضمون کا سلسلہ ہے اسے وقتی طور پر منقطع کر کے یا معطل کر کے یہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء الٰہی سے متعلق ارشادات ہیں یہ میں انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں پیش کروں گا۔ آیئے اب دعا کر لیں۔

بقیہ

سکتی۔ اس لئے رشدیت کو قتل کرنا واجب ہے۔ گزشتہ صدی کے رشدیوں، ڈاکٹر کلارک، عبداللہ آتھم، پنڈت لیکھ رام، سوامی دیانند اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح پر قتل کیا کہ ان کی کلارکیت، آتھمیت، دیانندیت، اور ڈوئیت کے نام و نشان تک ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ ان کے پیرو کاروں سے یہ جرات اور جسارت ہی چھین لی گئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کر سکیں۔

اسی طرح جن مولویوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کی آج ان کی جسمانی اور معنوی نسلوں میں یہ جرات نہیں ہے کہ وہ حکومتوں کی گودیوں میں بیٹھے بغیر احمدیت پر حملہ کر سکیں۔

مولویوں کو احمدیت کے ہاتھوں اپنے اس معنوی قتل اور بے بسی سے سبق حاصل کر کے گستاخان رسالتؐ سے نمٹنا چاہئے۔ کہاں ہے محمد حسین بٹالوی اور اس کی بٹالویت، کہاں ہے نذیر حسین دہلوی اور اس کی دہلویت، کہاں ہے سعد اللہ لدھیانوی اور اس کی لدھیانویت۔ کہاں ہیں ان کے نام لیوا اور پیرو کار۔ تم تو اپنی اولادوں کو بھی نصیحت کرتے ہو کہ وہ احمدیوں اور احمدیوں کی کتب کے قریب نہ پھٹکیں تا وہ احمدیت کا شکار بننے سے بچ سکیں۔ تم تو احمدیت سے خوف زدہ ہو کر حکومتوں کے پیچھے چھپتے پھرتے ہو۔ اگر کچھ کرنا ہے تو گستاخان رسالت کے ساتھ وہی سلوک کرو جو احمدیت نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ ان کی قلموں کو قتل کرو۔ ان کی عقلوں کو قتل کرو۔ ان کی تحریروں اور تقریروں کو قتل کرو۔ قلم کا مقابلہ قلم سے کرو۔ جب تک تمہاری قلم دشمن کی قلم کو توڑ نہیں دیتی شاتمیت اور گستاخی کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ دنیا کا ہر مولوی، دنیا کا ہر پنڈت اور دنیا کا ہر پادری اپنے بچوں کو احمدیت سے ڈراتا ہے اور اسے ہر وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں اس کی اولاد احمدی نہ ہو جائے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ دشمنان اسلام اور گستاخان رسالت کو کبھی معاف نہیں کرتی۔ وہ حق و صداقت پر مبنی کھلی کھلی روشن، واضح اور غالب دلیل کی طاقت سے دشمن کا سر کچلتی ہے۔

اور مقابلہ مذاہب میں یہی طریقہ قتل قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ قرآن مجید خود فرماتا ہے "لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ" (سورہ انفال: ۴۳)۔ خود فرماتا ہے کہ جو دلیل سے زندہ کیا گیا وہی درحقیقت زندہ ہوتا ہے اور جو دلیل سے مارا گیا وہی اصل میں مارا جاتا ہے۔ دلیل اور حکمت سے قتل کیا ہوا دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا جبکہ جسمانی مقتول اپنے قتل سے نئی زندگی پکڑتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

میں امید رکھتا ہوں بلکہ یقین ہے کہ دن پلٹ رہے ہیں اور احمدیت کی ترقی اب پہلے سے بھی تیز رفتاری سے ہوگی اور یہ جو سفر ہے اس صدی کا بڑی شان کے ساتھ ہر سال آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۳ر مارچ ۱۹۹۵ء مطابق ۳ر امان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

الحمد للہ کہ آج عید کی تقریب خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اچھے موسم میں بخیر و خوبی اختتام تک پہنچی حالانکہ تمام موسم کی پیش گوئیاں کرنے والوں نے یہ کہا تھا کہ یہ دن بہت گندا گزرے گا۔ Sleet پڑے گی، برف پڑے گی اور غیر معمولی سردی ہوگی۔ مگر خدا نے ایسی خوبصورت روشن دھوپ چڑھائی ہے جو حیرت انگیز ہے اور ایک اعجاز ہے۔ جب اللہ اپنے بندوں پر فضل کرنے کا فیصلہ فرمائے تو سب دوسروں کی پیش گوئیاں جھوٹی ہو جاتی ہیں۔ ایک اس کی ہے جو جھوٹی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کے حق میں ان چھوٹے چھوٹے پیار کے اظہارات کے بھی جلوے دکھاتا رہے کیونکہ بسا اوقات بڑے جلوؤں سے تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں لیکن چھوٹے قریب کے جلوے جو بچوں سے پیار کے سلوک کی طرح ہوتے ہیں وہ بہت گہرا دل پہ اثر کر جاتے ہیں۔ تو اس لئے یہ بھی دعا کیا کریں کہ اللہ ہمیں ہر روز چھوٹے چھوٹے بچوں کے دل رکھنے والے پیار کے جلوے بھی دکھاتا رہے۔

اس کے علاوہ میں آج صرف آپ کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ رمضان میں جو دعائیں ہوئی ہیں ان کی قبولیت کے آثار بعض مبشر رویاء کی صورت میں دکھائے گئے ہیں اور رمضان کے آخر پر جب میں معتکفین میں جاتا ہوں، ان سے پوچھتا ہوں تو بسا اوقات وہ ایسی رؤیا سناتے ہیں جن کا ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ رؤیا کیا ہے اور در حقیقت وہی رؤیا ہے جو دراصل رحمانی پیغام ہوتا ہے۔ جس کا نفس کی سوچ سے تعلق نہ ہو۔ تو بڑے تعجب سے بعض رؤیا مجھے خصوصاً خواتین کی طرف سے ایسی سنائی گئیں جن سے میں امید رکھتا ہوں بلکہ یقین ہے کہ دن پلٹ رہے ہیں اور احمدیت کی ترقی اب پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے ہوگی اور یہ جو سفر ہے اس صدی کا بڑی شان کے ساتھ ہر سال آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا تو دعائیں کریں کہ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے نتیجے میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں وہ جماعت اللہ کے فضل سے پہلے بھی بڑی توجہ سے ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ داعین الی اللہ پہلے سے بھی بڑھ کر پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی اس قافلے میں بہت ہیں جو شامل نہیں ہو سکے۔ ان کو ساتھ تیار کرنے کی مہم بھی کریں تاکہ اس الٰہی فوج کی تعداد بھی زیادہ ہو اور ایمانی قوت بھی بڑھتی رہے۔ اس سال جو بقیہ مہینے رہ گئے ہیں ان میں ابھی ہم نے بہت کام کرنا ہے۔ تو دعا اور محنت کے ساتھ اپنی رمضان کی دعاؤں کا پھل آپ دعوت الی اللہ کی صورت میں چکھیں اور اس کا لطف اٹھائیں اور دنیا کو یہ پیغام مل جائے کہ اب یہ جماعت روکے سے رک نہیں سکتی۔ دن بدن آگے بڑھے گی۔ ہر سال کئی کئی عیدیں اللہ تعالیٰ ہمیں دکھائے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۵)

Ammonium Carb, Pulsatilla, Alumen, Alumina وغیرہ ہومیو ادویہ کے مختلف خواص کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۱۶ مئی ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

لندن ۱۶ر مئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھی کلاس میں سابقہ کلاس میں بیان کردہ بعض دواؤں کے سبق کی دوہرائی فرمائی۔

Pulsatilla پلسٹیلا

پلسٹیلا کے مختلف خواص کی دہرائی کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ کان درد کے سلسلہ میں اگر مزاج میں نرمی اور درد ناکی ہو تو کیمومیلا (Chamomilla) نہیں بلکہ پلسٹیلا دینی ہے۔ جن ماؤں کا دودھ کم ہو انہیں بھی عموماً یہ دوا فائدہ دیتی ہے۔ اگر پیدائش کے بعد گندگی پوری خارج نہ ہو تو صفائی کے لئے جسے D.N.C. کہتے ہیں یہ دوا بہت مفید ہے لیکن اس کا استعمال پرسوتی بخار سے پہلے پہلے ہو۔ اگر پیدائش کے وقت بچہ کی پوزیشن صحیح نہ ہو تو پلسٹیلا ۲۰۰ چوٹی کی دوا ہے۔ پیدائش کے وقت کی دردیں کمزور ہوں تو انہیں طاقت دینے کے لئے پلسٹیلا اچھی دوا ہے۔ عموماً ہومیو پیتھ نواں مہینہ شروع ہوتے ہی پلسٹیلا کا استعمال شروع کرا دیتے ہیں لیکن دردیں شروع ہونے کے بعد آرام کے لئے اور پیدائش میں سہولت پیدا کرنے کے لئے کالی فاس اور میگ فاس ۶× کی طاقت میں ملا کر بہت اچھی دوا ہے۔ یہ دونوں گرم پانی میں ملا کر گھونٹ گھونٹ پلائیں۔

حضور انور نے فرمایا پلسٹیلا میں مزاج میں نرمی اور دردناکی پائی جاتی ہے۔ پلسٹیلا کانوں میں درد کی بالعموم چوٹی کی دوا ہے۔ لیکن اگر مزاج میں تلخی اور غصہ ہو تو کیمومیلا ۳۰ (Chamomilla) دی جائے اور اگر نزلاتی کیفیات نمایاں ہو تو ایلیم سیپا (Allium Cepa) دیں۔ یہ آنکھوں کے لئے نرم ہوتی ہے۔ جبکہ یوفریزیا (Eupharisia) میں آنکھیں بہت سرخ ہوتی ہیں اور اس کی کھانسی عموماً رات کو زیادہ اور دن کو کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ رات کو سونے کے بعد آنکھیں بند ہو جانے سے جو نزلہ آنکھوں کے ذریعے گر رہا ہے وہ گلے میں گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے سونے کے قریباً ۲ گھنٹے کے بعد گلے میں خراش کے باعث شدید کھانسی آتی ہے۔

امونیم کارب Ammonium Carb

امونیم کارب کے بارے میں فرمایا کہ اس کی بہت سی علامتیں سانپ کے کاٹنے سے مشابہ ہیں۔ اس میں خون کا بریک ڈاؤن اسی طرح ہوتا ہے ناخن اور جلد کے جوڑ سے (Mucous Membrane) سے خون جاری ہوتا ہے۔ امونیم کارب سے سیاہ رنگ کا خون جاری ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا امونیم کارب سانپ کا انٹی ڈوٹ ہے۔ سانپ کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ اس کا دو قسم کا حملہ ہوتا ہے ایک اعصاب پر اور دوسرا خون پر۔ جو حملہ اعصاب پر ہوتا ہے اس سے نروس بریک ڈاؤن ہوتا ہے۔ دل کی وہ تاریں جو دماغ سے پیغام لیتی ہیں ان پر اثر ڈالتی ہے اور اس سے چوکنگ (Choking) پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ نبض بہت تیز اور بعض اوقات بہت گر جاتی ہے۔ ایک سانپ ناجا (Naja) ہے جو اعصاب پر حملہ کرتا ہے۔ دوسرا (Lachesis) ہے جو خون پر حملہ کرتا ہے۔ ناجا کے مریض کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہوتی

ہے یا بہت گر جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا ربوہ میں ایک مریض ہسپتال میں لایا گیا جس کی نبض ۳۰ تک گر گئی تھی۔ اس کے رشتہ دار مجھے بلا کر لے گئے۔ اس کو ناجا (Naja) دی تو نبض ۶۰ تک آ گئی۔ عموماً جن کی نبض تیز ہو وہ ۱۲۰، ۱۳۰ تک آ جاتی ہے۔ نبض کی تیزی دو طرح سے اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض معاملات میں دھڑکن ایسی ہے کہ اس کی آواز کانوں میں آتی ہے اور جس کروٹ آپ لیٹیں اسی طرف کان میں ڈھول سے بجتے سنائی دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن میں کانوں میں کوئی آواز نہیں آتی مگر تیزی کی وجہ سے عجیب سے بے چینی سے آنکھ کھلتی ہے۔ وہاں یہ ناجا وغیرہ کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ جہاں دل کی دھڑکن کی آواز نمایاں ہو وہاں ضروری نہیں کہ دل کی تکلیف ہے بلکہ بسا اوقات معدہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ معدے میں اگر ہوا ہو اور معدہ تن جائے تو ایسی صورت میں لیٹنے پر بہت تیز دھڑکن کی آواز آتی ہے۔ اور بعض اوقات مرض زیادہ ہو تو ایسا مریض بار بار گھبرا کر جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھتا ہے۔

ایلیومن اور ایلیومینا

یہ گلینڈز کے پھولنے کی اہم دوائیں ہیں ۔ رحم (Uterus) میں جو (Multiple Fabroids) ہوتے ہیں ان پر یہ حیرت انگیز اثر کرتی ہے۔

ایک دفعہ ربوہ کی ایک خاتون کو گنگارام ہسپتال لاہور لے جایا گیا۔ اس کے رحم میں اتنی (Fabroids) تھیں کہ جال سا بن گیا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ مریضہ میں خون کی کمی ہے اس لئے فوراً آپریشن نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے خون پیدا کرنے کی دوائیں دیں۔ اس دوران میں نے اسے یہ دوا دینی شروع کرا دی۔ اور خاتون کو کہا کہ آپریشن کروانے سے پہلے چیک اپ کروالیں۔ جب کچھ عرصہ بعد چیک کروانے گئیں تو ڈاکٹر نے دیکھ کر کہا کہ تم وہ مریضہ نہیں ہو۔ ایک بھی گٹھلی نہیں سب غائب ہو گئیں۔

حضور نے فرمایا مکرم راویل صاحب جو ہمارے روسی شاعر ہیں بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ان کی بیگم کو رحم میں فوری اپریشن کے لئے کہا گیا۔ تاہم آپریشن دو تین ہفتے لیٹ ہو گیا ۔ اس دوران میں نے دوائیں شروع کرا دیں۔ انہوں نے پھر آپریشن پر اصرار کیا ڈاکٹر نے آپریشن کیا تو بتایا کہ گٹھلیاں اتنی چھوٹی ہو چکی تھیں کہ آپریشن کی ضرورت ہی نہ تھی۔

یہ دوائیں گلینڈز پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ خصوصاً (Lymphatic Glands) پر۔ اس کے علاوہ رحم کے گلینڈز پر بھی موثر ہے۔

حضور نے فرمایا گلینڈز کی دواؤں پر بھرپور عبور چاہئے۔ کینسر سے بھی اور سل (ٹی۔ بی) سے بھی گلینڈز پھولتے ہیں۔ فرمایا ایلیومین ایک سالٹ ہے اور ایلیومینا دھات ہے۔ ایلیومینا سے جتنے بھی سالٹ بنیں گے ان میں ایلیومین کی بنیادی صفات دکھائی دیں گی۔

حضور نے فرمایا اتنا پڑھیں کہ دواؤں کی علامات کا فرق واضح ہو جائے۔ ان کو بار بار ذہن میں گھمائیں۔ چلتے پھرتے دوہرائی کرتے رہیں۔ آپ نے فرمایا ہومیو پیتھی میں نشانہ صحیح ہونا چاہئے۔ صحیح نشانہ لگے تو فائدہ ہوگا۔

لیپس ایلبم
(Lapis Album)

اس کے بارے میں عموماً چھوٹی پوٹینسی میں استعمال کی ہدایت ہے۔ میرا ایک مریضہ کا تجربہ ہے کہ ۳۰ میں استعمال کی حیرت انگیز فائدہ ہوا۔ اس کی پوٹینسی اور چھوٹی کی تو مرض واپس آ گئی دوبارہ ۳۰ کی طاقت میں دی گئی تو یہ مرض ٹھیک ہو گیا۔

پوٹینسیوں کا مسئلہ

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا ہومیو پیتھی کا آغاز جرمنی سے ہوا۔ انگریز بہت کم ہومیو پوٹینسی دیتے ہیں اس کی وجہ انگریز جرمن کی رقابت بھی ہے۔

حضور نے فرمایا ہومیو ادویہ میں طاقتوں کا بڑا فرق ہے ایک دوا ۲۰۰ میں دی۔ مریض عرصے تک کھاتا رہا لیکن نمایاں فرق نہ ہوا۔ پھر ۱۰۰۰ کی طاقت میں دی تو دو خوراکوں سے آرام آ گیا۔

(Hay—Fever) میں لیکسس (Lachesis) ایک ہزار طاقت میں دیں تو نمایاں فرق دکھائے گی۔

حضور نے فرمایا پوٹینسیوں کی بحث ایک الگ مضمون ہے۔ اس میں بہت سائنٹفک طور پر ریسرچ ہوئی ہے۔ کہ کس قسم کے مریضوں اور بیماریوں میں کون سی پوٹینسیاں استعمال ہوتی ہیں۔

فرمایا میرا تجربہ ہے کہ معدے کی تکالیف میں نسبتاً چھوٹی پوٹینسیاں زیادہ اثر کرتی ہیں۔ اعصابی تکالیف ہوں تو ۲۰۰ یا زائد کی پوٹینسی دیں اور گہری نفسیاتی بیماریوں یا دماغی تکلیفوں میں اس سے بھی بڑی پوٹینسی سے فائدہ ہوتا ہے۔ کینسر میں بھی اونچی طاقت دینی ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کینسر بیماری کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے بعد اور کوئی بیماری نہیں۔ مگر جگر کے کینسر میں ۲۰۰ طاقت سے زائد طاقت میں میں نے دوائیں استعمال نہیں کیں۔ اگر جگر کے کینسر کا تعلق لبلبہ (Pancrias) سے ہو تو ۲۰۰ کی طاقت دیں۔

ہومیو پیتھی میں ریسرچ کی کمی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہومیو پیتھی کی پیدائش کو سو سال ہوئے ہیں۔ اس کے فوائد میں تیزی سے اضافہ ہونے سے ہومیو ڈاکٹروں نے پریکٹس پر زیادہ توجہ دی اور پیسے کمائے مگر ریسرچ کی طرف کسی نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ ڈاکٹر ہانمن کے وقت کے بعد بہت کم ریسرچ ہوئی۔

پوٹینسیوں کے معاملے میں اتفاقی طور پر ایسا ہوا کہ اونچی دوا لکھوائی گئی مگر غلطی سے چھوٹی طاقت کھانے کو دی گئی۔ اس سے بڑا فائدہ ہوا۔ بعض دفعہ چھوٹی طاقت کی دوا بتائی گئی۔ مریض کو وہ نہیں ملی تو اس نے اونچی طاقت میں استعمال کی اور اس سے مریض کو بہت فائدہ ہوا۔

بعض دفعہ اتفاقاً سلفر کو سورائینم کے ساتھ ملا کر استعمال کیا تو بڑا فائدہ ہوا حالانکہ یہ دونوں ادویہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ سلفر جلدی گلینڈز کی بیماریوں میں چوٹی کی دوا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور سر کی چوٹی جلتی ہے۔ اکثر پائلز کی بھی ساتھ شکایت ہو جاتی ہے۔ اس سے خون میں گرمی پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ سورائینم (Psorinum) اس کے برعکس ہے۔ اس میں ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہتے ہیں ایک دفعہ ایک مریض کو سورائینم ۱۰۰۰ دی تو گھر پہنچنے تک اس کے ہاتھ پاؤں گرم ہو گئے۔ سردی میں ہر وقت کا ٹھٹھرنا ختم ہو گیا۔ ان متضاد علامات کو بھی اکٹھا نہیں دیا جاتا۔ یہ تو تیز گرم چائے میں آئس کریم ملانے والی بات ہے۔

حضور نے فرمایا برص کی چوٹی کی دوا Arsenicum Sulph Flavum ۳۰ ہے مگر اس سے کم کو فائدہ ہوتا ہے۔ جب یہ اکیلی کافی نہ ہو تو سلفر دیتا تھا اس سے بعض دفعہ فائدہ ہو جاتا تھا اور بعض دفعہ نہیں۔ سورائینم سے بھی یہی ہوتا تھا۔ پھر میں نے اسے آپس میں ادل بدل کر دینا شروع کیا اور کسی حد تک فائدہ محسوس ہوا۔ ایک مریضہ نے برص کا نسخہ مانگا اس پر میں نے تجربہ کیا سلفر اور سورائینم ۱۰۰۰ دی کہ ہفتہ ہفتہ بعد ادل بدل کر استعمال کریں۔ لیکن غلطی سے ان کو پیغام یہ ملا کہ دونوں ملا کر استعمال کریں۔ انہوں نے اکٹھی استعمال کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد بڑی خوشی کی چٹھی ملی کہ برص کے داغ شاذ کے طور پر باقی رہ گئے ہیں۔

اس کے بعد سے اب میں نے ناممکن ادویہ کو ساتھ ملا کر دینے کا تجربہ بھی شروع کیا ہے۔

ایک مریض کو خوفناک برص ہو گئی تھی کہ چہرہ دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔ عام دواؤں سے ہٹ کر میں نے اس کو مرک سال (Mercurius Sol) اونچی طاقت میں دس ہزار یا لاکھ کی دی۔ ایک ماہ بعد ساری برص غائب ہو گئی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ایک ایتھلیٹ تھے فیصل آباد کے ۔ دوڑوں میں شامل ہوا کرتے تھے۔ بڑا خوبصورت (Muscular) جسم تھا۔ مگر ان کی حالت یہ ہو گئی کہ کہتے تھے کہ دو قدم چلتا ہوں تو لگتا ہے دل رک جائے گا۔ میں نے پوچھا آپ کو کون سی بیماری لگ گئی انہوں نے بتایا مجھے ناسور ظاہر ہوا تھا نتیجے پر اس پر انٹی بائیوٹک دی گئی ۔ چھ ہفتے بڑی سخت انٹی بائیوٹک کھائیں۔ ناسور تو ٹھیک ہو گیا لیکن نفسیاتی بیماری لگ گئی۔ ان کو میں نے سلفر دی اور ایک دو دوائیں ساتھ دیں تو خدا کے فضل سے دوڑنے لگے۔ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ لیکن ناسور واپس پاؤں پر نکل آیا۔ اس کے بعد انہیں ایک اور دوا دی اور وہ ناسور بھی بہت جلد ٹھیک ہو گیا۔

مکتوب آسٹریلیا

خبریں و تبصرے

(چوہدری خالد سیف اللہ خان ۔ نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

اس بچی کا باپ کون ہے؟ اور ماں کون؟

Elisabetta نامی ایک بچی اٹلی میں جنوری ۱۹۹۵ء کے پہلے ہفتہ میں پیدا ہوئی اس کے والدین کی تشخص کے بارہ میں اٹلی کے اخباروں میں خاصی بحث ہوتی رہی ہے۔

ہوا یوں کہ دو سال قبل الزبیٹا (Elisabetta) کے والدین ایک ڈاکٹر کے پاس گئے جو- Fertility Specialist یعنی انسانی تخم ریزی کا ماہر تھا اس نے ابیٹا کی ماں کے کئی بیضے (Eggs) Invetro Fertilisation (یعنی گلاس ٹیوب میں بارور کرنا) کے ذریعے منجمد کر لئے۔ اب ہوا یوں کہ اس کے دو سال بعد ایلبیٹا کی ماں کار کے حادثہ میں ماری گئی۔ اس کے مرنے کے ایک سال بعد اس کے خاوند نے Fertilised Embryo (یعنی بارور جین یا خام بچہ) اپنی سگی ہمشیرہ میں Implant کروا دیا (یعنی نو ماہ کی پرورش کے لئے اس کے سپرد کر دیا)۔ اس کی ہمشیرہ شادی شدہ تھی اور اس کے خاوند نے ایسا کرنے کی اسے اجازت دی تھی۔ اب جب بچی پیدا ہوئی ہے تو اس کے دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ اس کا قدرتی باپ اس کا ماموں بن گیا ہے اور پھوپھا بطور والد کے سرکاری کاغذوں میں رجسٹر ہوا ہے۔

سارا اٹلی اس رپورٹ کے مطابق شش و پنج میں ہے اور اس معاملہ کی اخلاقی حیثیت پر بحث کر رہا ہے۔ رومن کیتھولک چرچ نے اس کی مذمت کی ہے اور ایسا فعل قرار دیا ہے جو محرمات سے جنسی تعلقات کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ یعنی Incest تک۔ دوسری طرف ملک کے ممتاز ترین سائنسدان اس کا زبردست دفاع کر رہے ہیں اور متعلقہ خاندان اور لیبارٹری کی حمایت کر رہے ہیں۔ اٹلی کے قانون دان بھی اس بحث میں الجھے ہیں اور انہوں نے اسے ایک خواہ مخواہ کی مصیبت اور سخت قسم کا مخمصہ قرار دیا ہے (ہیرلڈ ۱۳ جنوری ۱۹۹۵ء)

قرآن کریم نے اللہ کی خلق میں اس طرح کی خلاف فطرت تبدیلیوں کو شیطانی فعل قرار دیا ہے (سورہ النساء۔ ۱۲۰) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو سمجھو کہ وہ کھلے کھلے نقصان میں پڑ گیا"۔

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

دنیائے مذاہب

کیا تمام کی تمام تورات حضرت موسیٰؑ کو کوہ سینا پر حرف بحرف لکھوائی گئی تھی

(برطانیہ کے یہودیوں کا باہمی اختلاف)

(رشید احمد چوہدری)

برطانیہ کے یہودی آجکل اندرونی اختلافات کا شکار ہیں اور اختلافات کی یہ خلیج دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔ آج سے تین سال قبل جب چیف ربی Jonathan Sacks کا انتخاب ہوا تھا تو برطانوی اخبارات نے اس کے چناؤ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے امید ظاہر کی تھی کہ وہ برطانیہ میں یہودیوں کے ایسے لیڈر ہونگے جو اندرونی اختلافات کو ختم کرنے اور ملک بھر میں یہودی کلچر کو فروغ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسی طرح توقع کی گئی تھی کہ وہ نہ صرف یہودیوں کے بلکہ سارے ملک کے ایک عظیم لیڈر کے طور پر ابھریں گے۔

ان کے اس نئے انداز فکر کی وجہ سے یہودی پراجیکٹ Jewish Continuity کی تشکیل دی گئی تھی مگر ان کو ملک کے کٹر یہودی راہنماؤں کا تعاون حاصل نہ ہو سکا۔ یونائیٹڈ یہودی سیناگاگ United Jewish Synagogue کا ایک بااثر حلقہ شروع سے ہی ان کے خلاف تھا۔ انہیں اس بات پر اعتراض تھا کہ Jonathan Sacks کسی یہودی اسکول کا فارغ التحصیل نہیں ہے بلکہ اس نے کیمبرج کی سیکولر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے جہاں سے اس نے فلاسفی کی ڈگری لی۔

اس کے علاوہ ایک اور متنازعہ مسئلہ یہودی عبادات میں عورتوں کی شرکت کا تھا ایک عرصہ سے کٹر یہودی عورتیں یہ محسوس کر رہی تھیں کہ یہودی معبد میں ان کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ ان کے احتجاج پر سابقہ چیف ربی نے عورتوں کے اپنے گروپوں کو یہودی معبد میں علیحدہ عبادت کرنے کی اجازت دے دی تھی مگر موجودہ چیف ربی نے اس اجازت کو واپس لے لیا جس سے ان میں مایوسی کا پھیلنا لازمی امر تھا۔ اس طرح چیف ربی کو اپنے عہدہ پر فائز ہوتے ہی بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے بڑا چیلنج ان کو مسورتی تحریک کی طرف سے ہے جو اپنے جدید انداز فکر کی وجہ سے مقبول ہو رہی ہے اور عنقریب مانچسٹر میں اپنا علیحدہ یہودی معبد کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

حال ہی میں لندن سے شائع ہونے والے روزنامہ گارڈین کی جمعہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جو ان اختلافات کی طرف اشارہ کرتی ہے جو برطانیہ کے یہودیوں میں پائے جاتے ہیں۔ مذہبی کالم نگار Walter Sehwarz "یہودی رہنما کے الواح (Tablets) کے بارہ میں بیان سے مایوسی پھیل گئی" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ، انگلستان میں یہودی مذہب کے چیف ربی Jonathan Sacks کے اس بیان سے کہ جو لوگ یہ ایمان نہیں رکھتے کہ عہد نامہ قدیم کے احکامات خداتعالیٰ نے کوہ سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حرف بحرف لکھوائے تھے یہودیت سے گمراہ ہو چکے ہیں، روشن خیال یہودیوں میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

انہوں نے یہودی مسورتی (Masorti) تحریک پر جارحانہ حملہ کرتے ہوئے کہا کہ جو کوئی بھی یہ تسلیم نہیں کرتا کہ تورات خداتعالیٰ نے خود لکھوائی تھی اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے رشتہ توڑتا ہے۔ مسورتی تحریک اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ خدائی احکام کی زمانے کے لحاظ سے تشریح کرنا ضروری ہے۔

یہودی رہنما نے چار صفحات پر مشتمل ایک آرٹیکل تمام "صحیح العقیدہ" یہودی مذہبی راہنماؤں کو اپنے خط کے ہمراہ بھجوایا جس میں انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ آپس کے ایسے جھگڑوں میں الجھنا پسند نہیں کرتے جو بدنامی کا باعث ہوں۔ ان کا یہ خط کل کے Jewish Tribune میں شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر Jonathan Sacks نے سرعت سے پھیلنے والی مسورتی تحریک کو جن کا دعویٰ ہے کہ وہ "صحیح العقیدہ" ہے چوروں سے تشبیہہ دی ہے اور کہا ہے کہ وہ یہودی مذہب کی شہرت کو نقصان پہنچانے والی بدقسمت تحریک ہے۔ ڈاکٹر Sacks نے یہ کڑی تنقید یہودی رہنماؤں کے اس اعلان کے بعد کی جس میں انہوں نے مسورتی افراد کے ازدواجی بندھنوں کے ذریعہ ہونے والی اولاد کو صحیح العقیدہ یہودی ہونا تسلیم کیا ہے مگر ایسی شادیوں کو جائز قرار نہیں دیا۔ مسورتیوں کے اپنے دعویٰ کے مطابق چھ یہودی حلقوں میں ان کے خاندانوں کی تعداد دو ہزار ہے۔ ڈاکٹر Jonathan Sacks کا کہنا ہے کہ ان لوگوں کا خود کو "صحیح العقیدہ" یہودی قرار دینا درست نہیں۔

ڈاکٹر Sacks کے ایک ترجمان نے بتایا کہ وہ آج کل اتنے مصروف ہیں کہ اس سلسلہ میں کسی قسم کی بات چیت کے لئے ان کے پاس کوئی وقت نہیں۔ البتہ ان کے چیف آف سٹاف Jonathan Kestenbaum نے جیوئش کرانیکل اخبار کو بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو مندرجہ بالا بیان مسورتی تحریک کی طرف سے ان کے خلاف انتہائی شرارت آمیز پراپیگنڈے کی وجہ سے دینا پڑا۔

ڈاکٹر Sacks نے اپنی تنقید صرف مسورتیوں تک ہی محدود نہیں رکھی بلکہ تمام Non Orthodox یہودیوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ انہوں نے کئی ملین پونڈ کی مدد سے جاری ہونے والے Jewish Continuity پروگرام کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے بتایا کہ ایسے پروگرام صرف Ort-hodox اصولوں کی بنیاد پر ہی چلائے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ تمام لبرل خیالات پر مشتمل یا اصلاحات وغیرہ کی غرض سے شامل کئے گئے تمام کاموں کو اس پراجیکٹ سے نکال دیا جائے گا۔

ڈاکٹر Sacks کی طرف سے آزاد خیال یہودیوں کے خلاف ایسے شدید اقدام سے یہودیوں کے تمام کیمپوں میں حیرت کا اظہار کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے نقادوں کا کہنا ہے کہ وہ Orthodox United Synagogue کا ملازم ہونے کی حیثیت سے صرف اسی کے خیالات کی ترجمانی کرتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اس یہودی معبد کے ساتھ برطانیہ میں یہودیوں کی کل تعداد یعنی تین لاکھ کا بمشکل نصف ہوگا۔

ایک اور یہودی راہنما Rabi Sydney Brichto جو یونین آف لبرل اینڈ پروگریسو سیناگاگ کے سینئر وائس پریذیڈنٹ ہیں اپنے بیان میں ڈاکٹر Sacks کے اس حملے کو چونکا دینے والا بتلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ کہنا کہ ہر وہ یہودی جو اس بات میں شک کا اظہار کرتا ہے کہ تمام کی تمام تورات کوہ سینا پر لکھوائی گئی تھی اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے الگ ہو جاتا ہے ۔ ہر ذہین اور عاقل یہودی کو یہودیت سے خارج کرنے کے مترادف ہے۔

Rabi Julia Neuberger جو لبرل لیوبیک کالج میں لیکچرار ہیں انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اگر چیف ربی ایسے خیالات کے مالک ہیں تو ہم سب جو دقیانوسی (Orthodox) خیالات کے مالک نہیں ان کے ساتھ مل کر کیسے کام کر سکتے ہیں۔

ہر ایسا شخص جس میں رتی بھر بھی عقل ہے جانتا ہے کہ تورات میں تضادات موجود ہیں جس کی وجہ سے اسے تمام کی تمام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اخبار جیوئش کرانیکل نے لکھا ہے کہ چیف ربی کے اس اقدام سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے سامنے آج جو ایجنڈا ہے وہ اس ایجنڈے سے جو آج سے تین سال قبل جب وہ اس عہدہ پر فائز ہوئے تھے بالکل مختلف ہے۔ لبرل یہودی معبد کے سینئر ربی ڈیوڈ گولڈ برگ نے کہا کہ ڈاکٹر Sacks کی اس نئی تعریف سے کہ یہودی کون ہے برطانیہ کا ۹۰ فیصد طبقہ یہودیت سے خارج متصور ہوگا۔

مسورتی ربی Jonathan Witlenberg جو فنچلے میں واقع نیو نارتھ لندن سیناگاگ کے سربراہ ہیں نے ایک بیان کے ذریعہ کہا ہے کہ لاکھوں یہودیوں کو صرف ڈاکٹر Sacks کے بتلائے ہوئے بنیادی عقائد کو نہ ماننے سے یہودیت سے منحرف قرار دے دیا گیا ہے۔

—○○—

بقیہ مختصرات

۳۔ زکوٰۃ کے ضمن میں آیت "والعاملین علیہا" سے مراد صرف زکوٰۃ اکٹھا کرنے والے ہیں یا اسلامی نظام میں بیت المال سے منسلک سب افراد ہیں؟

۴۔ آج کل میڈیکل سائنس کے ذریعہ سے بچہ کی جنس کا پیدائش سے پہلے ہی علم ہو جاتا ہے اور قرآن کریم میں "یعلم مافی الارحام" مذکور ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا صرف خداتعالیٰ کو ہی علم ہے؟

۵۔ حضرت عیسیٰؑ کی قبر جس کا حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا ہے وہ شمالاً جنوباً ہے جو مسلمانوں کے طریق تدفین کے عین مطابق ہے۔ کیا اس سے یہ اخذ نہیں ہوتا کہ یہ کسی مسلمان کی قبر ہے۔

۶۔ پیش گوئی مصلح موعودؓ میں "ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے" کے الفاظ آتے ہیں عنموائیل اور بشیر سے کیا مراد ہے؟

۷۔ جس ہستی پر وقت یا زمانہ کے لحاظ سے تبدیلی نہ آتی ہو کیا ہم اسے لامحدود کہیں گے؟

۸۔ قرآن کریم کی آیت "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" میں اقرب سے کیا مراد ہے؟

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ قیامت تک زمین پر غلبہ اور تسلط دو قوموں میں سے ایک کا ہوتا رہے گا۔ یا اسلام کا یا نصاریٰ کا" اسلام کے غلبہ کی تو پیش گوئی ہے پھر یہاں نصاریٰ کا کیوں ذکر ہے؟

۱۰۔ حضرت موسیٰؑ کے معجزات میں سے ہاتھ کی سفیدی والے معجزہ کی سمجھ نہیں آئی۔ اس پر حضور انور کچھ روشنی ڈالیں۔

۱۱۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں کس قسم کی مصروفیات ہونگی؟

۱۲۔ اسلام کے نام پر قائم شدہ حکومت اگر غیر اسلامی راہوں پر چل پڑے تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق بزور بازو اسے ہٹانا جائز ہے؟

۱۳۔ پیدائشی طور پر بعض بچے ذہین ہوتے ہیں اور بعض معذور ہوتے ہیں۔ جو معذور ہوتے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟

۱۴۔ شرک کو اللہ تو معاف نہیں فرمائے گا عیسائی جو مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں وہ شرک جیسے عظیم گناہ کے مرتکب ہیں۔ لیکن سورۃ فاتحہ میں ان کو تو "ضالین" کہا گیا ہے اور یہود کو "مغضوب علیہم"۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے اگر ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور زبان وغیرہ نہیں تو پھر خداتعالیٰ بولتا، دیکھتا اور سنتا کیسے ہے؟

۱۶۔ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۷ "ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر" سے کیا مراد ہے؟

(ع ۔ م ۔ ر)

Kenssy

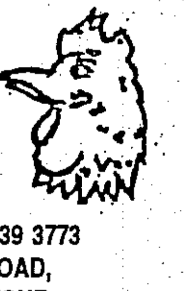

Fried Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

ماریشس

(رفیق احمد جاوید۔ مبلغ سلسلہ، گھانا مغربی افریقہ)

بحر ہند کے جنوب اور مڈغاسکر کے مشرق میں نیلے پانیوں میں تیرتا ہوا ۴۵ میل لمبا اور ۲۵ میل چوڑا قطعہ ارض ایک فرانسیسی شہزادے کے نام پر Ile Maurice یعنی جزیرہ ماریشس کہلاتا ہے۔ قدرت کی اپنی کاریگری ہے کہ وہ کیا سے کیا تخلیق کرتی ہے۔ شاید لکھو کھہا سال گزرے ہونگے کہ زمین نے اپنے اندر کھولتے ہوئے لاوے کو اتنی قوت سے اگلا ہوگا کہ حرارت سے پگھلتا ہوا مادہ گہرے پانیوں کو چیرتا ہوا سطح آب پر نمودار ہو گیا ہوگا۔ مگر اسی جہنم کو قدرت نے انسان کے لئے جنت میں تبدیل کر دیا۔ ایک جرمن سیاح کا ماریشس کے بارہ میں قول ہے کہ خدا نے جنت بھی ماریشس کو دیکھ کر بنائی ہوگی۔ اس کے خوبصورت ساحل سیاحوں کے لئے بڑی کشش رکھتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ سب سے پہلے یہ جزیرہ عربوں نے دریافت کیا تھا۔ مگر شاید فطرتی صحرانوردی کی وجہ سے وہ یہاں بھی نہ ٹھہرے۔ البتہ آگے بڑھنے سے قبل دنیا کے نقشے پر ایک نئی زمین کا نشان بتا گئے۔ عربوں کے بعد اہل ہالینڈ نے اس جزیرہ پر قدم رکھے۔ مگر آتش فشاں کے نتیجہ میں پھیلے ہوئے سیاہ اور نوکیلے پتھروں پر چلنا آسان نہ تھا جس سے یہ جزیرہ اٹا پڑا تھا۔ اہل ہالینڈ کے بعد فرانسیسی وارد ہوئے اور اس جزیرے کی آب و ہوا کو گنے کی کاشت کے لئے مفید پا کر اس کو آباد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ زمین کو پتھروں سے صاف کرنے کے لئے انہوں نے افریقہ کے ساحلی علاقوں سے غلاموں کو در آمد کیا اور اس جزیرہ کو آباد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جگہ جگہ شکر کے کارخانے لگائے گئے۔ گنے کی کاشت کے لئے منصوبہ بندی کے تحت کھیت بنائے گئے۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی روایتی رقابت یہاں بھی رنگ لائی اور آخر یہ جزیرہ انگریزوں نے فرانسیسیوں سے چھین لیا۔ انگریزوں نے افریقیوں کی بجائے جنوبی ہند سے غریب مزدوروں اور کسانوں کو اس لالچ میں کثرت سے در آمد کیا کہ ایک پتھر اٹھانے کے نتیجہ میں ایک روپیہ ملے گا۔ اپنے وعدے تو ان نیلی آنکھوں والے نے کبھی بھی پورے نہیں کئے مگر غریب ہندوستانیوں نے اپنے خون اور پسینہ سے اس جزیرہ کے حسن میں بےپناہ اضافہ کیا۔ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ہی یہاں بھی آزادی کی خواہش بیدار ہوئی اور غلامی کی زنجیریں اتار کر پھینکنے کا عزم لے کر غریب ہندوستانی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حقوق کا مطالبہ

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

اور آزادی کا حق مانگنے والے مجرم قرار دئے گئے۔ جس طرح ہندوستان سے ایسے ملزموں کو کالے پانی (رنگون) بھجوا دیا جاتا تھا اسی طرح اہل ماریشس کے ایسے ملزموں کو ماریشس سے ۳۵۰ میل دور شمال مشرق میں ایک چھوٹے سے جزیرہ روڈرگ بھجوا دیا جاتا تھا۔ مگر آخر قدرت مہربان ہوئی اور ظلم کی چکی میں پسے ہوئے غریبوں اور مزدوروں نے آزادی کا سورج طلوع ہوتے دیکھ لیا اور سر سیو ساگر رام غلام پہلے وزیر اعظم اور بابائے قوم تسلیم کئے گئے۔ آزادی کا یہ دن اہل ماریشس ہر سال ۱۲ مارچ کو بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ آج ماریشس دنیا کی ترقی پذیر اقوام کے لئے ایک نمونہ ہے۔ ماریشس ایک چھوٹی سی مگر مکمل دنیا ہے۔ یہاں آپ کو ہر نسل، رنگ اور مذہب کے لوگ ملیں گے۔ حکومت صحیح معنوں میں جمہوری ہے۔ لہذا اہل ماریشس کو ان کے بنیادی انسانی حقوق کا آئینی اخلاقی اور سیاسی تحفظ حاصل ہے۔

بحر ہند کے گہرے نیلے پانیوں میں تیرتا ہوا یہ جنت نما ٹکڑا دنیا کا ایک کنارہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ آج سے تقریباً ایک سو دس سال قبل خدا تعالیٰ نے اپنے پاک مسیحؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ تو جب خدائے قادر و توانا نے اپنے مسیح کے نام اور پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہو تو اہل دنیا کی کیا مجال جو الٰہی تقدیر میں روک بن سکے۔ اگرچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک نام تو ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ ۱۹۱۵ء سے قبل بھی اس جزیرہ میں پہنچ چکا تھا مگر مشن کا باقاعدہ قیام حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ بی۔ اے۔ (یکے از صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ جون ۱۹۱۵ء میں اس جنت نظیر خطہ ارض پر قدم رنجا فرمانے سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت حافظ عبید اللہ صاحبؓ پسر حضرت غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی قادیان دارالامان سے اس جزیرہ پر وارد ہوئے۔ اور بعدہ مکرم حافظ جمال احمد صاحب حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر قادیان دارالامان سے یہاں تشریف لائے۔ آخرالذکر دونوں بزرگ یہاں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ماریشس کی جماعت کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے۔ کہ اس کے پہلے تینوں مبلغین کرام حافظ قرآن کریم تھے۔ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ ان بزرگوں کی مخلصانہ تعلیم اور تربیت کا بہت گہرا اثر احباب جماعت ماریشس پر ہے اور اب تک وہ نیک اثر قائم ہے۔ اللہ آئندہ نسلوں کو بھی اسی نیک اثر کا وارث بنا دے اور وہ نیک روایات جو قائم ہو چکی ہیں ہمیشہ قائم رہیں۔ آمین۔

خاکسار کو اگست ۱۹۸۳ء سے جون ۱۹۸۹ء تک اس سرزمین پر خدمت کی سعادت نصیب ہوئی (الحمدللہ علی ذالک)۔ اپنے ذاتی تجربہ میں جو اس مخلص جماعت کی قابل رشک و قابل تقلید خوبیاں آئی ہیں ان میں سے چند ایک دعا کی تحریک کی غرض سے درج ذیل ہیں:۔

خلافت سے محبت

ماریشس جماعت کی حضرت خلیفۃ المسیح سے محبت و فدائیت اور درجہ اطاعت پر بلاشبہ سمعنا واطعنا کا اقرار صادق آتا ہے۔

مالی قربانی

عموماً دیکھا گیا ہے کہ اگر محصل یا سیکرٹری مال از خود پہنچ کر چندہ وصول نہ کرے تو لوگ ادائیگی میں سستی کر جاتے ہیں اور پھر الزام سیکرٹری مال کو دیں گے کہ وہ وصولی کے لئے نہیں آیا۔ مگر اہل ماریشس ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ جب مہینہ ختم ہوتا ہے اور تنخواہیں ملتی ہیں تو ہر کمانے والا کیا مرد اور کیا عورت مشن میں اپنی اولین فرصت میں آئے گا۔ اکاؤنٹنٹ سے اپنے چندہ کا کارڈ دیکھے گا یعنی اپنا حساب چیک کرے گا اور پھر چندہ ادا کر کے رسید لے کر چلا جائے گا۔ یہ صورتحال تو مشن کے مرکز کے قریبی جماعتوں کی ہے۔ دور کی جماعتوں میں سیکرٹری مال جمعہ کے بعد مسجد میں بیٹھ جائیں گے اور چندہ دینے والے چندہ ادا کر کے رسیدیں لے جائیں گے۔ بہت کم ایسے افراد ہوں گے جن تک سیکرٹری مال کو پہنچ کر چندہ وصول کرنا پڑتا ہے۔ دراصل یہی قربانی کی روح ہے کہ آدمی خود پہنچ کر اپنا چندہ پیش کرے۔

شادی بیاہ کا طریق

ماریشس میں اگرچہ اکثریت ہندو مت کی ہے اور ہندو معاشرہ میں جہیز کے مسئلہ نے جو دردناک اور تکلیف دہ صورتحال پیدا کر رکھی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں مگر ماریشس میں احمدیوں میں جہیز دینے کا اور جہیز کا مطالبہ کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ جب رشتہ طے ہو جاتا ہے تو لڑکا ضرورت کی اشیاء خود مہیا کرتا ہے۔ مثلاً Bed, Dressing Table وغیرہ۔ اپنی استطاعت کے مطابق جیسے بھی اپنا کمرہ تیار کر سکتا ہو خود کرتا ہے۔ بیوی کے جہیز سے کمرہ نہیں بھرتا۔ اور پھر نہ ہی ساس، سسر اور نندوں کے لئے جوڑے دئے جاتے ہیں اور نہ ان کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شادی یعنی رخصتی کے وقت کا جوڑا بھی لڑکا مہیا کرتا ہے۔ مہر کم مقرر کیا جاتا ہے اور اکثر اوقات رخصتی سے قبل ادا کر دیا جاتا ہے ورنہ شادی کے بعد ادا ہو جاتا ہے۔

شادی کے وقت گھروں میں دھوم دھڑکا نہیں ہوتا، نہ میوزک ہوتا ہے، نہ ہی فلمی گانوں کی گونج سنائی دے گی۔ بلکہ رخصتانہ سے ایک رات قبل لڑکی اور لڑکے کے گھر میں عشاء کے بعد درس کا انتظام ہوتا ہے۔ اس درس میں دوستوں کو، پڑوسیوں کو، مسلم اور غیر مسلم احباب کو مدعو کیا جاتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد کوئی حدیث مختصر تشریح کے ساتھ بیان کی جاتی ہے اور آخر میں مبلغ یا کوئی صاحب علم دوست مناسب موضوع پر تقریر کرتے ہیں۔ اسلام میں شادی بیاہ کا فلسفہ، تعدد ازدواج وغیرہ موضوعات پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی دوست بعد میں سوال پوچھنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ اور دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں مناسب مشروب اور کیک وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں اور دوست رخصت ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ابتداء میں یہ بھی تبلیغ کا ایک موقع پیدا کرنے کا ذریعہ تھا۔ نکاح اکثر رخصتانہ کے وقت ہی پڑھا جاتا ہے اور رخصتانہ یا تو مسجد کے نیچے ہال میں ہوتا ہے یا بعض لوگ ہال وغیرہ کرایہ پر حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی طرح لڑکی والے مسجد یا ہال میں دولہا اور دولہن کو لے کر آ جاتے ہیں۔ نکاح اور دعا کے بعد کیکس وغیرہ تقسیم ہوتے ہیں اور وہیں سے دولہا دولہن کو لے کر رخصت ہو جاتا ہے۔ اس طرح عام طور پر ہمارے معاشرہ میں دولہا کے ساتھ گھروں میں رخصتانہ کے وقت جو سلوک ہوتا ہے ان رسوم سے ماریشس میں دولہا محفوظ رہتا ہے۔

رخصتانہ عموماً اتوار کو ہوتا ہے کیونکہ یہ عام تعطیل کا دن ہوتا ہے۔ اس لئے ولیمہ آئندہ اتوار کے روز ہوتا ہے۔ ولیمہ میں بھی بڑی سادگی ہوتی ہے۔ کھانا عام طور پر گھروں پر لوگ خود تیار کرتے ہیں اور بعض دوست پکانے میں مدد بھی کرتے ہیں۔ یہاں کی ڈش بریانی ہے جس کے ساتھ سلاد اور مشروبات وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں۔ دعوت کا وقت ۱۱ بجے شروع ہو جاتا ہے لوگ باری باری آتے جائیں گے اور کھانا کھا کر رخصت ہوتے جائیں گے۔ آخر میں جب امیر یا مشنری انچارج آ کر کھانا کھائیں گے تو دعا ہو جائے گی۔ کھانا کھلانے کے لئے عموماً گھر کے کھانے کا میز اور کرسیاں لگا دیں گے اور آہستہ آہستہ مہمان کھانا کھاتے جائیں گے۔ اس طرح نہ تو کرسیوں، ٹینٹوں اور کراکری کا زیادہ خرچ آتا ہے اور دعوت بھی ہو جاتی ہے۔ سات دن کے بعد عموماً دولہا اور دولہن اپنا کھانا پکانا باقی فیملی سے الگ کر لیتے ہیں۔ گویا ایک قسم کی آزادی دی جاتی ہے کہ جیسے آپ کا دل چاہے رہو، کھاؤ اور پیو۔ اس لئے نہ تو وہاں ساس اور بہو یا بھابھی اور نندوں کے جھگڑے ہوتے ہیں نہ ناراضگیاں پیدا ہوتی ہیں اور نہ گلے شکوے اور نفرتیں پلتی ہیں اور نہ گھر اجڑتے ہیں۔

ذات پات سے پاک باہمی اخوت اور برابری کا معاشرہ

ماریشس میں اگرچہ اکثریت ہندوؤں کی ہے جس میں ذات پات کی بندشیں بڑی سخت ہیں مگر ہمارے احمدی بھائیوں نے ذات پات کے چکر سے بالکل آزادی حاصل کر لی ہے۔ ہر خاندان ماریشس میں پہلے مہاجر کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ مثلاً سلطان غوث فیملی، سوکیہ فیملی، بھنوں فیملی، تیجو فیملی، جواہر فیملی، بھیکیلو فیملی، مستن فیملی، رمضان فیملی وغیرہ وغیرہ۔ اب ان خاندانوں میں سے اگر کوئی فرد لکڑی کا کام کرتا ہے یا لوہے کا کام کرتا ہے یا چمڑے کا کاروبار کرتا ہے

باقی صفحہ نمبر پر ملاحظہ فرمائیں

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
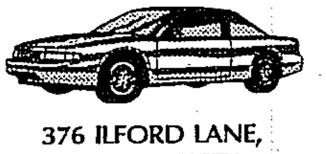
376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

یا مچھلی کا کاروبار کرتا ہے یا ڈاکٹر ہے یا ٹیچر ہے یا پولیس میں ہے تو اس کا پیشہ یا کاروبار اس کی پہچان نہیں ہے بلکہ اس کی پہچان اس کا خاندان ہے اور خاندان کی وجہ سے کوئی اونچے نیچے، اعلیٰ اور کمتر کا تصور نہیں ہے۔ اس لئے رشتوں میں خاندان روک نہیں بنتے اور نہ ہی کام اور پیشے روک بنتے ہیں۔ ہاں لڑکے اور لڑکی کا تعلیمی معیار اور ان کی پسند کا خیال رکھا جاتا ہے۔

خوشی اور غمی میں شرکت

جس طرح ایک دوسرے کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں ویسے ہی ایک دوسرے کے غم اور دکھ میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جنازوں کے موقع پر دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات نماز جنازہ کے وقت چھوٹی چھوٹی سڑکیں بلاک ہو جاتی ہیں۔ مستورات بھی نماز جنازہ میں کثرت سے شریک ہوتی ہیں۔ مردوں کے پیچھے صفیں بنا لیتی ہیں۔ مگر قبرستان نہیں جاتیں اور میت پر زیادہ رونا دھونا بھی نہیں ہوتا۔ زندگی کی اس حقیقت کو بھی یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

مربیان اور واقفین زندگی

اہل ماریشس اپنے جملہ مربیان اور واقفین زندگی کو ہمیشہ نیک ذکر سے یاد کرتے ہیں جس نے بھی جو خدمت کی ہے اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اس ذکر کو زندہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی مگر فعال جماعت کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی جلسہ سالانہ اور دیگر کئی مواقع پر اپنے خطبات اور خطابات میں جماعت احمدیہ ماریشس کے اخلاص اور فدائیت کا بہت محبت اور پیار سے ذکر فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلص اور فدائی جماعت کو بڑی ترقیات سے نوازے اور بے شمار کامیابیاں عطا کرے اور ان کی موجودہ نوجوان نسل اور آئندہ آنے والی نسلوں کو اپنے بزرگوں کی اعلیٰ اقدار اور نیک صفات کا سچا وارث اور اہل بنائے۔ آمین۔

[صاحب مضمون نے اس مضمون میں جماعت احمدیہ ماریشس کی بعض قابل تقلید خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ یہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف ماریشس کی جماعت سے ہی خاص ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ اوصاف حمیدہ ہر ملک میں عالمگیر جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہچان اور اس کا طرہ امتیاز ہیں۔ (ادارہ)]۔

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے زیر اہتمام بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد

مورخہ ۲ اپریل بروز اتوار لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے زیر اہتمام بین المذاہب سمپوزیم منعقد ہوا۔ جس میں ہندو، عیسائی، یہودی، بدھ مت، زرتشت، عیسائی اور اسلام کے مقررین نے مقررہ عنوان :

The role of Women
in our family Life

پر اظہار خیال کیا۔ تقریباً ۶۰ غیر از جماعت بہنوں نے شرکت کی۔ حاضرات کی کل تعداد تقریباً ۲۵۰ تھی،

سارا پروگرام نہایت خاموشی، دلچسپی اور وقار سے سنا گیا۔ پروگرام کے آخر پر مقررات کی خدمت میں قرآن مجید کا نسخہ بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ یہ پروگرام ساڑھے تین بجے شروع ہو کر چھ بجے شام تک جاری رہا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب مہمان بہنیں بہت اچھا تاثر لے کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی پروگرام کے بہت اعلیٰ ثمرات عطا فرمائے۔ آمین۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱ مارچ ۱۹۹۵ء کو مسجد فضل لندن میں قبل از نماز ظہر، مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اصغر لون صاحب (ایسٹ لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ (۱) مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبد القادر صاحب آف کویت۔ (۲) مکرمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ صوبیدار مختار محمود صاحب مرحوم (مرحومہ مکرم مولوی صدر الدین صاحب کھوکھر آف کراچی کی ہمشیرہ تھیں)۔ (۳) مکرمہ اہلیہ صاحبہ خواجہ غلام نبی صاحب گلکار (راولپنڈی)۔
اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

روز سنتا ہوں آپ کی باتیں روز کرتا ہوں آپ کا دیدار
پھر بھی ملنے کی پیاس باقی ہے کاش فرقت کی یہ گرے دیوار

(محمد سعید انصاری)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
14th April 1995 - 26th April 1995

FRIDAY 14TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Japan Update
12:30	Learning Languages with Hazoor- Lesson 3 Part 1
1:00	NEWS
1:30	Around the globe FRIDAY SERMON of Hadhrat Khalifatul Masih IV of 3/4/1987 (Repeat)
2:30	MTA VARIETY Correct pronunciation of Durres-Sameen Lesson 12 Part 5
3:00	MULAQAT Repeat of 6/1/1995
4:00	MTA VARIETY Hadhrat Abu Bakr's(pbuh) love for the Holy Prophet (saw)
4:50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 15TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Speech by Muzaffar sahib "Upholding the values of Islam in the West
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 3 Part 2
1:00	NEWS
1:30	Around the globe Tour of Norway
2:00	Children's Corner Mulaqat with Huzoor (Repeat)
3:00	MTA VARIETY German Programme "Ilyas Munir sahib with National Majlis Lajna Imaillah Germany"
4:00	LIQAA MA'AL ARAB 3/30/95
4:50	Tomorrow's programmes

SUNDAY 16TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Q/A session of Khalifatul Masih IV held on 27/5/1989
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 4 Part 1
1:00	NEWS
1:30	Around the globe
2:00	MULAQAT Repeat of 13/1/1995
3:00	Letter from London (Repeat)
3:30	MTA VARIETY German Programmes 1. Discussion of Istanbul's killing- Interview of Hassan Bulut (Turkish Language) 2."Ahmadiyyat- The Real Islam" in Bosnian
4:30	Children's Corner Qaseedah by Nasirat
4:50	Tomorrow's programmes

MONDAY 17TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Q/A session with Khalifatul Masih IV on 6/7/86 at Islamabad, U.K.
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 1 Part 4
1:00	NEWS
1:30	Around the globe
2:00	NATURAL CURE Homeopathy Lesson No.17
3:00	MTA VARIETY German programme 1."Introduction to Ahmadiyyat" in Turkish 2."Ahmadiyya Organisational system" in Bosnian
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 18TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Medical Matters(Repeat)
12:30	Learning Languages with Hazoor Lesson 5, Part 2
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	NATURAL CURE Homeopathy Lesson No.18
3:00	MTA LIFESTYLE Al-Maidah : Cooking lesson 4
3:30	MTA VARIETY Speech by Naseem Mehdi sahib
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 19TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	EUROFILE Q/A with Khalifatul Masih IV on 6/11/1993 Part 1
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 6, Part 2
1:00	NEWS
1:30	Around the Globe
2:00	Tarjamatul-Quran Class No.17 (Repeat)
3:00	MTA Variety Interview of Maulana Mohammad Ahmad Jalil
4:00	Children's Corner
4:50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 20TH APRIL

11:30	Tilawat
11:45	Hadith
12:00	Medical Matters First Aid By Dr.Majeeb-ul-Haq.
12:30	Learning Languages with Hazoor Lesson 7, Part 1.
1:00	NEWS.
1:30	Around the Globe
2:00	Tarjamatul-Quran Class No.18 (Repeat)
3:00	MTA VARIETY 1."Isteqaam-e-Din - Hadhrat Abu Bakr (pbuh) 2.Speech by Shaikh Nasir Ahmad
4:00	LIQAA MA'AL ARAB 4/4/95
4:50	Tomorrow's Programmes

FRIDAY 21ST APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan Update
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 6, Part 2
1.00	News
1.30	Frida Sermon 10/2/89
2.40	MTA VARIETY Correct pronunciation of Durres-Sameen Lesson 12 Part 6.
3.00	Mulaqat (repeat)
4.00	MTA Variety Interview Mian M Ibrahim by Yousaf Sohail sahib.
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 22ND APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan Update.
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 8, Part 1.
1.00	News
1.30	Around the Globe.
2.00	"Mulaqat with Hazoor"(repeat)
3.00	MTA Variety German Programme, 1. Introduction to Ahmadiyyat 2. Ahmadiyyat-Real Islam
4.00	LIQAA MA'AL ARAB 5/4/95
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 23RD APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	"Eurofile"
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 8, Part 2.
1.00	News
1.30	Around the Globe.
2.00	"Mulaqt" -20/1/95
3.00	Letter from London
3.30	MTA Variety German Prog.
4.30	"Childrens Corner"
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 24TH APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 19, Part 1.News
1.00	News
1.30	Around the Globe"Tour of Italy"
2.00	"Natural Cure"
4.00	"Childrens Corner"
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 25TH APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medic al Matters (repeat)
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 11, Part
1.00	News
1.30	Around the Globe
2.00	"Natural Cure"-Lesson 20
3.30	MTA Variety
4.30	"Childrens Corner"
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 26TH APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Learning Languages with Hazoor Lesson 12, Part 1.
1.00	News
1.30	Around the Globe.
2.00	"Quran Class"Tarjumat-ul-Quran-19
3.00	MTA Variety Speech, 1."Backgroud of Prophecies" by Nasir A Anjum 2. "Promised Messiah's Love for the Quran"
4.00	"Childrens Corner"
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 27TH APRIL

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medical Matters "Typhoid" by Dr, Lateef and Dr. Mubashir
12.30	Learning Languages with Hazoor Lesson 13, Part 1.
1.00	News
1.30	Around the Globe
2.00	"Quran Class" Lesson 20
3.00	MTA Variety Speech, "Hadhrat Meshi-e-Maud ki Shajaat"
3.30	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timing may change without prior notice.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, April 14, 1995 No. 15

شذرات

(م-ا-ح)

(۱)

لاہور سے اخبار جنگ کے نمائندہ نے اطلاع دی ہے کہ ایڈیشنل سیشن جج جناب اسلم ضیاء نے توہین رسالت کے مقدمہ میں بری ہونے والے ملزموں مسمیان سلامت اور رحمت مسیح کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دئے ہیں۔ اس بار ان کا قصور یہ ہے کہ دونوں اپنے مقتول ساتھی منظور مسیح کے انتہا پسندوں کے ہاتھوں فائرنگ سے ہلاک کئے جانے کے عینی گواہ ہیں۔ اس قتل کے الزام میں اصل مقدمہ کے مدعی مولوی فضل حق وغیرہ کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا جو اس وقت ضمانت پر رہا ہیں۔ جب منظور مسیح کے قتل کا مقدمہ مذکورہ بالا جج صاحب کی عدالت میں سماعت کے لئے پیش ہوا تو فضل حق ملزم کے فاضل وکیل نے استدعا کی کہ چونکہ صرف رحمت مسیح ہی وقوعہ کے شاہد ہیں اس لئے انہیں گواہی کے لئے عدالت میں طلب کیا جائے۔

(روزنامہ جنگ لندن۔ ۱۸ مارچ ۱۹۹۵ء)

جیسا کہ ہمارے قارئین کو علم ہے کہ یہ دونوں مسیحی چچا بھتیجا ہائی کورٹ سے بریت کے بعد کچھ رحم دل لوگوں کی مدد سے فرار ہو کر اب جرمنی میں (اور ایک اور خبر کے مطابق امریکہ میں) پناہ گزین ہیں۔ اپنے گھروں سے نکلے، عزیز و اقارب چھوٹے، مستقبل کا کچھ پتہ نہیں، خونی ملاؤں کی دھمکیوں اور غازیوں کے سرفروشانہ عہد سے خوفزدہ، جان بچا کر وہاں سے بھاگے ہیں۔ انہیں قتل کر کے ثواب دارین کے امیدوار جیالے شاید یورپ میں بھی انہیں آ لیں یا یورپ میں بسنے والا کوئی جانباز انہیں "کیفر کردار" کو پہنچا دے۔ ان سب خدشوں کا برملا اظہار کئی جانب سے ہو چکا ہے۔ پاکستان کی سرزمین ان کے لئے اتنی گرم ہے کہ اس پر پاؤں نہیں رکھ سکتے۔ اب مدعی علیہ کے وکیل اس گواہی کے بہانے انہیں لاہور بلا کر دوبارہ ان کی زیارت کرنا چاہتے ہیں (یاد رہے کہ سیشن اور ہائی کورٹ میں ان کے خلاف کاروائی میں بھی یہی وکیل صاحب استغاثہ کی مدد کر رہے تھے اور وہ ان کے چہروں سے بخوبی آشنا ہیں)۔

ہمیں اس موقع پر بارہا سنی ہوئی کہانی پھر یاد آئی جس میں بلی کے تعاقب سے بھاگا ہوا چوہا جوں توں اپنے بل میں داخل تو ہو گیا مگر اس کی دم بلی کی گرفت میں آ گئی تھی۔ دونوں میں کھینچا تانی ہوئی تو دم جڑ سے اکھڑ کر بلی کے منہ میں رہ گئی اور باقی چوہا بل کی سلامتی میں روپوش ہو گیا۔ بلی نے نہایت بھولی بن کر شفقت آمیز آواز میں اسے مخاطب کیا کہ اے میاں چوہے میں تو یونہی مذاق کر رہی تھی۔ تت تت یہ تم نے کیا کیا کہ دم ہی گنوالی۔ اب باہر آؤ تو میں سپر گلو سے اسے جوڑ دوں۔ چوہے نے اذیت اور صدمہ کے باوجود جواب دیا کہ بخشو بی بلی، چوہا لنڈورا ہی بھلا۔

سو اگر یہ وارنٹ ان پردیسی مظلوموں تک پہنچ ہی جاتے ہیں تو وہ بصد ادب فاضل منصف سے یہ عرض کر سکتے ہیں کہ عالی جاہا، ہمیں اپنی موقر عدالت میں "شہادت" کے اعزاز سے معاف فرمائیں۔ منظور مسیح تو واپس آنے سے رہا۔ ہم اس شہر آرزو میں آ کر کسی نیک بندے کو اپنے قتل کی زحمت کیوں دیں۔ ہمیں یہیں جینے مرنے دیں۔

—○○—

(۲)

سپاہ صحابہ کے جرنیل جناب ضیاء الرحمان فاروقی نے تجویز دی ہے کہ:

"اربوں روپے سالانہ پاکستان کے قومی خزانے سے خرچ کرنے والے خفیہ اداروں اور پولیس کی ایجنسیاں ختم کر دی جائیں اور **پاکستانیوں کی حفاظت کا ٹھیکہ امریکہ کو دے دیا جائے**"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۵ مارچ ۱۹۹۵ء)

فاروقی صاحب نے تو یہ بات غالباً ازراہ طنز و تشنیع کہی ہوگی مگر چونکہ یہ اہل سنت کے لیڈر ہیں اس لئے شیعہ عالم جناب سید رضا حیدر رضوی نے انہیں بہر حال ٹوکنا ضروری سمجھا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جانثاران اہل بیت کے پاس مقلدین صحابہ کی کم از کم ایک بات کا جواب نہیں ہے۔ چنانچہ رضوی صاحب نے پوری سنجیدگی سے اگلے روز ہی یہ بیان داغ دیا کہ:

"پاکستانیوں کی حفاظت کا ٹھیکہ امریکہ کو ہرگز نہ دیا جائے"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۶ مارچ ۱۹۹۵ء)

مزید فرمایا کہ:

"یہ مطالبہ اس لئے مضحکہ خیز ہے کہ یہود و نصاریٰ کبھی بھی مسلمانوں کے دوست اور ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ امریکہ والے یہود و نصاریٰ ہیں اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر انہیں مسلمانوں کا محافظ کیوں بنائیں۔ سپر پاور صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ سو سب سے پہلے اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ جرنیل فاروقی صاحب کی امریکہ کو ٹھیکہ دینے والی تجویز ہمیں ہرگز قبول نہیں۔ وغیرہ"۔

اب اس اخباری مباحثہ میں ہم کیا عرض کریں۔ ایک طرف امریکہ کے نام لیوا ہیں تو دوسری طرف اس کے مخالف۔ دونوں کو پاکستان کی ملکیت اور اس کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا دعویٰ ہے۔ البتہ ہم ملک بدر پاکستانی رضوی صاحب سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ تفنن طبع برطرف، اگر منظور فرمائیں تو پاکستان پر قبضہ اور اسے چلانے کا ٹھیکہ ایران کو نہ دے دیں؟

—○○—

(۳)

"مسلمانوں اور ان کے علماء کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے"

یہ مطالبہ یا نعرہ ان دنوں اس قدر تکرار سے سامنے آ رہا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ یہ ایک فیشن بن گیا ہے اور کسی روز ضرب المثل ہو کر رہ جائے گا۔ جسے اخبار میں اپنا نام چھپوانا ہو اس سے ملتی جلتی عبارت لکھ کر بھجوا دے، اخبار کی مجال نہیں کہ ایسے درد مند کی اپیل کو رد کرے۔ ابھی آج کے روزنامہ جنگ (۱۹ مارچ ۱۹۹۵ء) کے صفحہ نمبر ۲ پر ایسی ہی ایک پکار درج ہے جس کے داعی کوئی مولانا رضوی ہیں۔

ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ مسلمانوں، بالخصوص طبقہ علماء میں اتفاق و اتحاد امر محال ہے۔ جہاں اختلاف امت کو رحمت الٰہی قرار دیا جاتا ہو، وہاں اتحاد کی بات کون سنے اور کیوں سنے۔ اتحاد سے سکون ملتا ہے اور ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے اور ٹھہراؤ سے تعفن جنم لیتا ہے کہ۔

بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

سو اس لعنت کو کیوں قریب آنے دیں۔ کیوں ایک دوسرے کی چٹکیاں لے کر اختلاف کے مزے نہ لیں یا کبھی کبھار گولیوں کی بوچھاڑ سے اس رحمت کی اہمیت واضح کرتے رہیں۔ اللہ کی رحمت سے منہ پھیرنا کھلی گمراہی اور بغاوت ہے۔ یوں بھی یہ۔ لہو گرم کرنے کا ہے اک بہانہ۔ لہذا "امشوا کل واحد"۔

مکرم ریاض خان صاحب کو شہید کر دیا گیا

[پریس ڈیسک] مورخہ ۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو پشاور کے ایک احمدی مسلمان نوجوان مکرم ریاض خان صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق علاقہ شب قدر نزد پشاور میں ایک نومبایع احمدی کی مخالفت ایک عرصہ سے جاری تھی چنانچہ چند دن پہلے پولیس نے ان کو گرفتار کر لیا اور وجہ یہ بتائی کہ ان کی اپنی حفاظت کی خاطر ان کو پولیس تحویل میں لیا گیا ہے۔ مگر بعد میں پولیس نے ان پر نقض امن کی دفعہ ۱۵۱/۱۰۷ لگا کر چالان کر دیا۔ مقامی مجسٹریٹ سے ضمانت کے لئے رجوع کیا گیا تو مجسٹریٹ نے کہا کہ کوئی مقامی ضامن لے آئیں چنانچہ مورخہ ۹ اپریل کو پشاور سے مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب، ان کے داماد مکرم ریاض خان صاحب اور ایک احمدی وکیل مکرم بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ شب قدر پہنچے۔ مگر جونہی وہ احاطہ عدالت میں داخل ہوئے وہاں جمع شدہ مخالفین کے ہجوم نے ان پر پتھروں سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مکرم ریاض خان صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ ڈاکٹر رشید احمد صاحب شدید زخمی ہو گئے۔ ان کا ایک بازو فریکچر ہو گیا ہے اور سینہ اور چہرے پر زخم آئے ہیں۔

سانحہ ارتحال

(لندن ۱۰ اپریل) ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، ریویو آف ریلیجنز، مجلہ التقویٰ اور ایم۔ ٹی۔ اے کے ایڈورٹائزنگ مینیجر مکرم نعیم عثمان میمن صاحب آج علی الصبح تین بجکر چالیس منٹ پر اپنے گھر میں اچانک ہارٹ اٹیک کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۴۹ سال تھی۔ آپ کے پسماندگان میں سوگوار اہلیہ کے علاوہ تین بچے عادل، شہباز اور مہوش شامل ہیں۔

مرحوم بہت محنتی، مخلص اور فدائی خادم سلسلہ تھے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت احمدیہ یو۔ کے۔ میں خدمات دین کے کئی مواقع نصیب ہوئے۔ آپ کئی کتب کے مصنف تھے مثلاً ....

* The story of Adam.
* A pocket book of Biblical references
* Some Prophecies of Hadhrat Ahmad.
* Ahmadiyyat or Qadianism / Islam or Apostasy
* Three in One

آپ کو خاص طور پر معاندین احمدیت کے اعتراضات کے جواب میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے زیر ہدایت انگریزی زبان میں نہایت مفید ٹھوس علمی کتب کی تصنیف کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ حضرت سیٹھ عثمان یعقوب صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔

ادارہ الفضل اپنے اس نہایت محنتی، ملنسار، مخلص ساتھی کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے والد مکرم اسحاق عثمان صاحب، ان کی اہلیہ، بچوں اور دیگر عزیزوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad